وھو العلی العظیم

سنہ ۱۳۰۶ھ

ایجی نبوی

یہ رسالہ آیاتِ بیّنات کا نہایت مختصر جواب ہے جسکو مولوی سیّد مہدی علیخاں صاحب بہادر نے فتخار آرا رقم کیا تھا۔ اور عند الملاقات مضامین مندرجہ کتاب مذکور سے نفرت ظاہر فرما کر کچھ اور ہی عقیدہ ظاہر فرمایا چنانچہ موقع ملاقات پر سبیلِ تذکرہ اسکا ذکر کیا گیا ہے

بمطبع یوسفی
دہلی طبع شد

Presented by Ziaraat.Com

إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ط

الحمد للہ کہ یہ کتاب حقیقت مآب بالمثل ساطعہ و براہین قاطعہ بجواب رسالہ آیات بینات المسمّٰی بہ

شمس نبوی

من تصنیفات جناب مولوی سیّد لُطف حسین صاحب مرحوم و مغفور پروفیسر مدنی کالج مراد

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سیّد حسین علی طبعشد

Presented by Ziaraat.Com

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

وضاحت ہو کہ در ینولا مولوی سیّد مہدی علی خانصاحب بہادر تحصیلدار میرزاپور نے ایک کتاب آیاتِ بیّنات اُردو عبارت میں پرانے مضامین کو نیا کرکے لکھی اگرچہ عربی عبارت میں کتاب ابطال الباطل فضل بن روزبہان کی بجوابِ علامہ حلّی موجود ہے جسکا جواب قاضی نوراللہ شوستری نے دیا۔ مگر جناب مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب نے فارسی عبارت میں اس بحث کو پھر لکھا۔ اور خواجہ نصراللہ کابلی کی کتاب صواقع کا سرقہ کرکے تحفہ

اثنا عشریہ سُکا نام رکھا۔ اُسکا جواب اُنہیں کے روبرو معرفت حکیم
شریف خانصاحب کے میرزا محمد صاحب دہلوی نے بھیجا۔ غرض جب
یہ تحریر دیکھی اور شیعیانِ لکھنؤ نے سُنیں۔ تو شاہ صاحب نے ایک
رسالہ فارسیہ مسمّٰی بوسیلۃ النجات لکھا جو دہلی میں چھپ چکا ہے یہ
رسالہ فضل بن روزبہان کی کتاب ابطال الباطل سے لیا گیا ہے
جسکا جواب احقاق الحق ہو چکا۔ اسی سالہ اور نیز تحفۂ اثنا عشریہ کے
مضامین تحصیلدار صاحب بہادر نے ذرا کچنی چٹھی تقریر کے ساتھ
اُردو میں ترجمہ کئے۔ چنانچہ بعض منصف سُنی بھی اس بات کے قائل ہیں کہ
کچھ نئے مضمون نہیں۔ اس صورت میں گویا یہ کتاب پہلی ہی سے
مردود ہے اور جواب سُکا بعبارتِ عربی و فارسی موجود ہے کوئی
نئی بات نہیں جو حاجت جواب کی ہو۔ لیکن چونکہ اُردو میں یہ بحث کم ہے۔
اور نیز تحصیلدار صاحب بہادر نے عبارت آرائی اور تقریر کی صفائی کو
کام فرمایا ہے سو اسطے اسکے جواب میں عرض کیا جاتا ہے۔ افسوس کہ
صاحبِ کتاب باینہمہ ادعوئے ہدایت و ادعائے انصاف جابجا طعن و
تشنیع عمل میں لائے ہیں لیکن بندہ درگزر کرتا ہے عربی فارسی میں تو مولوی

Presented by Ziaraat.Com

حیدر علی صاحب منتہی الکلام پر مناظرہ کی ترکی تمام ہوئی۔ اب دیکھئے
اُردو میں وہی مضامین بوسیدہ کیسی آب و تاب سے بیان ہوتے ہیں۔
اور کیا فائدہ بخشتے ہیں۔ تحصیلدار صاحب کو فرماتے ہیں کہ شیعہ سے سُنّی
ہوئے لیکن ضرور وہ پہلے فقط نام کے یا آبائی شیعہ ہونگے۔ مذہباً
شروع ہی سے سُنّی ہونگے کیونکہ جابجا تعصب ٹپکتا ہے ایسی تعصب و
طنز آمیز تقریروں سے کچھ فائدہ نہیں اور نہ کبھی ہوا ہے۔ بات اور بڑھ جاتی
جاتی ہے۔ شیعہ آپ سے ہارتے نہیں۔ شاہ صاحب نے کیا کیا جو سیّد صاحب
کرینگے۔ اُستاد اں چہ کردند کہ شاگرداں نمی کنند۔ خیر وہ جانیں۔
اگرچہ کتاب لائق ہی کے ہے کہ کوئی متعصب صاحب شیعہ لکھنؤ کا جواب لکھیں
لیکن چونکہ بندہ بھی پہلے آبائی شیعہ تھا پھر ابتدائی تکلیف شرعی سے
عُرفی سُنّی رہا بعد ازاں کچھ فارسی عربی پڑھکر بسبب استعداد تحقیق کے
مذہب شیعہ اختیار کیا اور نیز سیّد کہلاتا ہوں اسواسطے تحصیلدار صاحب
سے ایک طرح کی اُلفتِ قومی و ملّتی دعویٰ تحریر ہوئی۔ خدا مجکو اور اُنکو
راہِ نجات دکھلائے۔ اور توفیقِ نیک کہ امت فرمائے۔ اور خاتمہ بخیر کرے۔
یہ تقریریں تو چلی ہی جاتی ہیں مگر دل یہ چاہتا تھا کہ میر صاحب

موصوف سے اوّل زبانی یہ باتیں ہوتیں۔ پھر لکھّی جاتیں۔ لیکن کیا کھئے ذریعۂ ملاقات نظر نہیں آتا۔ خیر اسواسطے گزارش ہے کہ میر صاحب ممدوح نے بعد صلوٰۃ وسلام نبی وآل وصحاب ومطلق ازواج بلکہ تمام اُمّت کو بھی شامل کیا اسکی کیا وجہ ہے۔ حالانکہ نوح ولوط کی دو زوجہ کافرہ تھیں۔ آل تو درود میں بروایاتِ صحاح شامل ہے حتّٰی کہ بعد تشہّد مروی ہے۔ صحاب بھی بعض روایاتِ غیر ثابتہ میں مذکور ہیں۔ ازواج بھی پہلا پہلے سے جوڑ ہے۔ لیکن تمام اُمّت کی۔ اَب آپ نے شاخ بڑھائی خیر بہتر ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔ ص۔ ۱۔ ۶۔ س۔

آپ کا قول لیکن شیطان نے بعد ایمان کے کثر مسلمانوں کو بھکایا۔ الخ حضرت یہ آپکا ایک ہی فقرہ آپ کے تمام دلائلِ عقلی کو کھوئے دیتا ہے۔ اگرچہ ہم آپ سے راضی ہیں کیونکہ کہتے ہیں کہ اسیطرح ضلالت بعد ہدایت کثر پیغمبروں کے بعد ہوا کرتی ہے اس سے کچھ نبوت کو بٹا نہیں لگتا۔ پھر آپ ۷۲ فرقے کو گمراہ فرماتے ہیں کچھ تفصیل نہیں لکھتے کہ وہ کون کون ہیں۔ اور یہ فرقے قیامت تک پورے رہونگے یا ہو چکے اور کب تک اور کہانتک انکی تعداد کامل ۷۲ ہوئی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

خطا معاف آپ علمِ حدیث کی تحقیق بھی مثل مُقدماتِ تحصیلی سرسری کرتے
ہیں۔ غرض مجھے بحث علمی منظور نہیں ورنہ آپ سے اوّل تعریفِ فرقہ یا مذہب
کی پوچھکر تعداد ۷۲ فرقے کی اُمتِ موسیٰؑ میں اور پھر ۷۳ کی شمار اسلام میں
دریافت کرتا اور پھر انطباق اس حدیث کا چاہتا مگر خیر اَب اسقدر التماس ہے کہ
آپ نے یہ بھی اپنے ہاں حدیث صحیح میں دیکھا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ناجی فرقہ
وہ ہے جو شیعۂ علیؑ ہے۔ اس بحث کو آپ رسالہ بدر الدجیٰ تصنیف مولوی
رحم علیصاحب سُونی پتی میں ملاحظہ کیجئے کیونکہ یہ رسالہ دہلی میں مطبع
اُردو اخبار چھپ چکا ہے۔ س ۷ و ۸۔ اَب آپکا ارشاد سچ ہے کہ ہم
اہلِ اسلام کو صرف توحید و اقرارِ نبوت ہی پر خوش ہونا نہ چاہئے۔ مگر کیا کیجئے
بڑے بڑے سُنّی ناچار اسی پر کفایت کرتے ہیں۔ آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ یہ
جھگڑا یعنی سُنّی شیعہ کا طے نہوا اسکا بڑا سبب یہ ہے کہ آپ اسکو جھگڑا سمجھتے ہیں
اور ایک طرف بالکل انصاف خیال کرتے ہیں اور دوسری جانب کو سراسر
ناحق۔ حالانکہ صحیح صحیح یہ ہے کہ طرفین میں چند در چند مذاہبِ مختلفہ و اقوالِ
متفرقہ ہیں اور ہر ایک گروہ میں افراط و تفریط ہے۔ پس تحریرات و تقریرات تو
ہوا کیں لیکن یہ بہت کم ہوا کہ حکم مُقرر ہوئے ہوں اور اِن مُقدمات میں

Presented by Ziaraat.Com

پنچایتیں ہوں۔ پہلے حضرت علیؑ اور معاویہ امیرِ شام میں دو دفعہ فیصلہ ٹھیرا تھا سو عمرو عاص کی چالاکی اور ابو موسیٰ اشعری و معاویہ کی بیباکی سے آپ نے دیکھا کیا ہوا۔ لیکن بپاسِ قیامِ کلمہ و لحاظِ ظاہرِ اسلام حضرت امیرؑ نے اوّل بار سکوت فرمایا۔ بوقتِ موقع مدد دی۔ لیکن یہ آپکی امّت مرحومہ مرتضیٰؑ کی خلافت سے راضی نہ ہوئی۔ خلافتِ سوم میں جو انتظام ہوا وہ معلوم ہی ہوگا۔ میاں مروان تک کو قلمدان سپرد ہو گیا لیکن علیؑ کا کہا نہ مانا۔ خیر بھائی اب تم جانو۔ لیکن یہ خوب جان لو کہ آپ کا سیّد یہ انصاف کرے کہ بہر نمط بیس کے جو حق سُنیوں ہی کیطرف نکلائے تب کیا فیصلہ ہو۔

تمہید

میں کہتا ہوں کہ امرِ تنقیح طلب جو آپ نے قرار دیا ہے یہ بھی بجنسہ درست نہیں بلکہ سُنّی شیعہ کا فرق یُوں بھی بیان ہو سکتا ہے کہ سُنّی ثلاثہ کو خلفاء راشدین اور افضل علیؑ سے جانتے ہیں اور شیعہ حضرت علیؑ سے امام مہدیؑ تک بارہ۱۲ اماموں کو خلیفہ برحق مانتے ہیں چنانچہ شاہ صاحب اپنی تحفہ میں اہلِ تفضیل کو بھی بمنزلہ شیعہ ہی قرار دیتے ہیں اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ

Presented by Ziaraat.Com

شیعہ دینِ محمدی بارہ اماموں سے لیتی ہیں اور سُنّی سب ہمراہیانِ پیغمبر کو جو مسلمان ہیں عادل جانکر ابوہریرہ و عائشہ وغیرہ سی روایتیں قبول کرتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس یہ بھی بڑا اختلافی مسئلہ قرار دیا جا سکتا ہے کہ سُنّی تمام حاریانِ اہلِ بیتؑ کو بُرا نہیں سمجھتے اور شیعیانِ علیؑ ناکثین و قاسطین و مارقین کو بسبب دشمنیِ اہلبیتؑ کے خطی و بُرا جانتی ہیں چنانچہ میرزا محمد صاحب دہلوی نقل فرماتے ہیں کہ بیزاری دشمنانِ اہلبیتؑ سی رکھنی کمالِ ایمان ہے، اگرچہ اجمالاً ہی ہو۔ غرض یہہ تقریر تحصیلدار صاحب بہادر کی عام فریب ہے اسیطرح شاہ صاحب نے وسیلۃ النجات میں سب کتابیں بالائی طاق رکھکر فرمایا ہے۔ ہر ایک شخص اپنی طرف سے جن چند مسائل کو اپنی مفیدِ مطلب سمجھتا ہے بنائی مذہبِ دشمن قرار دیکر اسطرح کی تقریر کر سکتا ہے اور شیعہ اپنے مُفید ایسی باتیں بنا سکتے ہیں نصاف اور چیز ہے۔ شیعہ اوّل فضائلِ علیؑ بخوبی بیان کرتے ہیں اور باقرار ہزاروں سُنّی اور صوفیہ کے فضیلتِ جنابِ امیرؑ ثابت کرتے ہیں۔ پھر نصِ خلافت آنحضرتؐ سے نقل کرتے ہیں اور دلائلِ عقلی خلافتِ علیؑ پر لاتے ہیں بعدازاں ظلم و ستم غاصبانِ خلافت کی اس کثرت سے لکھتے ہیں کہ سُنّی مدتوں جواب سے عاجز رہتے ہیں چنانچہ تشئید المطاعن وغیرہ کا جواب نہ ہونا اسپر گواہ ہے۔

مگر دیکھئے اب تحصیلدار صاحب بوسیدہ مضمونوں کو کس تقریروں سے
نیا کرتے ہیں **پہلی دلیل** کا یہ جواب مختصر ہے یہ مانا کہ خلیفۂ اول
ولی مسلمان ہوئے تھے مگر دل یکساں نہیں رہتا یہ سب جانتے ہیں ہزارہا
اسکی مثالیں ہیں۔ دوسرے جب خلیفۂ اوّل اسلام لائے تب تک امامتِ
علیؑ کی خبر نہ تھی جب اطلاع ہوئی تو بسبب نا اُمیدی خواہشِ نفس ہوئی۔
اسمیں کوئی بات محال نہیں۔ خود سُنّیوں کے ہاں مُسلّم ہے کہ اکثر قریش
خلافتِ علیؑ سے رضی نہ تھے۔ چنانچہ یہ بات جنگِ جمل و جنگِ صفین وغیرہ
سے ظاہر ہے۔ بھلا معاویہ وغیرہ اسلام لاکر پھر کیوں لڑتے۔ تیسرے
ہم یہ کہتے ہیں کہ خلفا خلافتِ علیؑ کے باب میں قصوروار ہیں اور
شروعِ اسلام میں اسکا کچھ ذکر و فکر نہ تھا۔ باقی اقوال پراگندہ اور ریائیں
مختلفہ اپنے اپنے دلائل سے سب لکھتے ہیں۔ غرض سب شیعہ خلفا کو
اس بات میں ناحق سمجھتے ہیں خواہ کسی درجہ کا یا حسبِ مصلحت سکوتِ علیؑ کو
سببِ رضامندی مثلِ زید یہ جانتے ہیں۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ وہ
مسلمان نہ تھے گو یہ بعض کہتے ہوں کہ وہ اس قصور میں کفار سے بھی زیادہ
عذاب کے مستحق ہیں۔ غرض خارج از اسلام تو بظاہر شیعہ لوگ یزید کو بھی

Presented by Ziaraat.Com

نہیں بتاتے - اور یوں تو اس دلیل سے آپ خلیفۂ اوّل و دوم کو بیگناہ و معصوم بھی نہیں بتاتے - یہ آپ نے خوب کہا کہ جو ایک دفعہ بہ نیّت نیک خالص مسلمان ہو - وہ پھر بد نہیں ہو سکتا حضرت آپ نے بلعام کا قصہ نہیں سُنا - برصیصا کی کہانی نہیں سماعت فرمائی - یہود اسخریوطی کیا ہو گیا شیطان ایک ذرا سی بات پر جسکو بہت سی سُنّی صوفی عین توحید کا اعتقاد شمار کرتے ہیں کیسا رانده گیا - حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنے باپ بھائی کے ساتھ کیا کیا - تمام انبیاء کی اُمّتیں اکثر بعد کو پھر گئیں - اور بنی اسرائیل تو گوسالہ پرستی ذرا سی دیر میں کرنے لگی - حالانکہ حضرت ہارون موجود تھے اُنکو مجبور کر دیا - پس اگر آخر میں بقول بعض شیعہ خلفاء ثلاثہ نے جیش اُسامہ سے تخلّف کیا - یا قلم و قرطاس نہ دیا تو کیا نا شدنی ہوا - آپ خود فرما چکے کہ نخحضرتؐ نے نورِ ایمان سے ہمارا دل روشن کیا مگر اکثروں کو شیطان نے بھکا دیا حضرت خدا محفوظ رکھے ایکدم میں بڑے بڑے عابد گمراہ ہو گئے ہیں - سب اعمال حبط ہو جاتے ہیں - ع دیر لگتی نہیں تقدیر کو پلٹی کھاتے ہوئے آپ نے سُنا ہو گا کہ شمر ذی الجوشن کمبخت و قیس کندی جنگ صفین میں علیؑ کی طرف تھا آخر کیا ہوا - اور

Presented by Ziaraat.Com

حُر بنِ یزیدِ ریاحی نے ایک لحظہ میں بسبب نیک نیّتی کیا رُتبہ پایا ہے
سرِ حُر گود میں شہ نے لیا اللہ اللہ ! بگڑے بنتے ہیں جب فضلِ خدا ہوتا ہے

اپنی دوسری دلیل کا جواب بھی اسی تحریر گزشتہ سے نکل آتا ہے
ہمنے بالفرض مانا کہ خلفاءِ ثلثہ معین و مددگار رسولِ کردگار رہے
لیکن آخر میں اُنہوں نے بتصریحِ مورّخینِ معتمدین و روایاتِ مقبولہ مشاہیر
طرفین جیشِ اُسامہ سے رجوع کی - کاغذ و دوات نہ دی - خلافتِ علیؑ سے
مُنہ پھیرا - اہلبیتؑ کو نہ مانا - بیعتِ غدیرِ خُم سے نقضِ عہد کیا - فدک نہ دیا
جنابِ فاطمہؑ زہرا پارۂ جگرِ مصطفےٰؐ کو رنجیدہ کیا - پس بعض شیعوں نے انکو
رتبۂ مرتدین و منافقین و ظالمین و غاصبین دیا تو کیا غضب کیا - بلکہ عمر بن
عبدالعزیز تک نے بھی فدک امام محمد باقر علیہ السلام کو پھیر دیا - اور طعنِ
شیخین کا خیال نکیا - پس جیسے آپ فضائل شمار کراتے ہیں اسطرح شیعہ
جلدیں کی جلدیں انکی مطاعن میں سُناتے ہیں - دیکھو یہودا اسخریوطی
نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ آخر میں کیا کیا حالانکہ حواریین میں شمار
ہوتا تھا - آپ کا حال بعینہٖ ایسا ہی جیسا کوئی پوربی تلنگا شیشہ کا
بگڑا ہوا قاتلِ انگریزاں اپنی خیر خواہی تمغۂ فتح کابل و لاہور وغیرہ سے

ثابت کرے اور کہے کہ ہمنے ایسے ایسے سرکاری کام کئے - ایکیوں
پھر جاتے - چوتھی دلیل کا جواب مختصر یہ ہی ہے کہ ہر کرا رویہ بہبود
نبود * دیدن روے نبی سود نبود * جب مآل اچھا نہوا تو کچھ نہیں -
صاحبو ایک شخص نے مثلاً بادشاہ کی بڑی خیر خواہی کی پھر اُسکے بعد
خود بادشاہ ہوگیا اور ولیعہد کو جانشین نہ کیا - وہ مصاحب بادشاہ کا
خیر خواہ تصور کیا جائیگا یا نمکحرام سمجھا جائیگا - اجی حضرت آپ کو صاف
صاف مطاعن کا جواب دینا چاہئے ورنہ ان تکون اور نقلی عام دلیلوں
سے خاص مطلب آپکا ثابت نہوگا - یوں آئندہ آپ کو اختیار ہے جو چاہئے
کہئے - شیعہ جو چاہینگے وہ لکھینگے - افسوس یہ ہے کہ پھر جناب آپ کو
دردِ دین کا دعوی ہے - یوں دیکھنے کو تو انبیاء و ختم المرسلین کو کس کس نے
نہیں دیکھا - آپ تذکرۃ الاولیا جناب فریدالدین عطار کا ملاحظہ فرمائیے
کہ اُسمیں حضرت علیؑ و اویس قرنی خلیفہ دوم صاحب کے سوال و جواب
میں لکھا ہی کہ جب خلیفہ دوم نے پوچھا کہ تمنے سعادت زیارتِ جنابِ
سرورِ کائناتؐ کیوں نہ حاصل کی تو اُس عاشقِ غائبانہ نے جواب دیا کہ
تم جو ہمراہِ رکابِ سعادت مآب رہے تو بتلاؤ ابرو میں اُس ماہِ نبوت کی

پیوستہ تھیں یا کشادہ - خلیفۂ دوم صاحب کو تردد ہوا پھر خلیفہ صاحب نے خاص اپنے لئے دعا چاہی - حضرت اویسِ قرنی نے فرمایا کہ مومنین اُمت کے لئے دعاءِ مغفرت کی گئی اگر تم بھی مومن ہو تو یہ دعا تمکو بھی شامل ہوگی - اس سے معلوم ہوا کہ بغیر خاتمۂ ایمان زیارتِ نبی و دعائے ولی و عبادتِ ولی کچھ فائدہ مند نہیں - آپ مفت کاغذ و سیاہی خرچ کرتے ہیں - **پانچویں دلیل** جو آپ نے لکھی ہے سو اسکا حال آپ سُنئے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی دلیل علماء نامدار نے نہیں لکھی - اور آپ نے بھی پرچۂ تہذیبِ اخلاق میں اجماعِ اہلِ مدینہ کو بے دلیل مقبول نہیں سمجھا پھر تعجب ہے کہ یہ آپ کہاں سے لکھتے ہیں - آیا خدا نے کہیں فرمایا یا آنحضرتؐ نے ارشاد کیا کہ مکہ و مدینہ کی تقلید کرنا - جناب سالتماب تو یہ فرما گئے ہیں کہ دو عمدہ چیزیں تم میں چھوڑے جاتا ہوں کتابِ خدا و عترتِ ہدیٰ یعنی آلِ مصطفےٰ یہ دونو جدا نہونگی یہانتک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں - خدا نے یہ فرمایا کہ اللہ و رسول و صاحبانِ حکم کی اطاعت کرو یہ نہیں کہا کہ مکہ مدینہ کی بھی پیروی حق ہے - امام اعظم ابو حنیفہ صاحب کوفی تھے جنکے آپ پیرو ہیں اُنہوں نے

Presented by Ziaraat.Com

مکہ و مدینہ کی پیروی ہر مسئلہ میں نہیں کی علیٰ ہذا القیاس سوائے ایک امام فقہ کے کسینے اجماع مکہ و مدینہ کی پرواہ بھی نہیں کی۔ اور نہ انکی مذہب مروج کو دلیل سمجھا۔ اب وہابی لوگ اپنے اوپر سے اعتراض دفع کرنیکو صاف کہتے ہیں کہ گو وہابی مذہب ان شہروں میں نہو اور عبدالوہاب وہاں سے نکالا گیا ہو مگر یہہ کچھ دلیل شرعی نہیں۔ مولودِ نبی بدعت ہے، اگرچہ مکہ و مدینہ میں مروج ہو۔ حال قال کی مجلس خاص مسجد الحرام میں ہوتی ہے وہانکے مجاور جیسے ہیں وہ خوب معلوم ہے اکثروں کا مذہب نہ رہی۔ معتمد نقلیں مشہور ہیں۔ جاہل شیعہ وہاں دو دو چار چار درہم پر زیارات بطورِ خود پڑھتے ہیں اور سب کچھ کھتے پھرتے ہیں۔ یہ کیا آپنے سوچی۔ اگرچہ یہہ خاص بات ہے کہ دجّال وہاں نہ جاوی۔ لیکن یہہ نہیں ثابت کہ وہاں کبھی کوئی دین باطل نہیں ہوا یا نہوگا۔ سب طرح کے لوگ وہاں بستے ہیں۔ انگریز تک بھی وہاں موجود ہیں۔ یہودی سوداگر بھی ہیں۔ مدینہ منورہ میں ایک محلہ حسنی سادات کا ہی۔ وہاں اکثر شیعہ عرفی ہیں۔ تعزیہ داری ہوتی ہے۔ ایک شخص اُن سادات میں سے لکھنؤ میں جناب میر صاحب کے پاس پچیس سال تک رہا۔ مینے دو آدمی دیکھے کہ وہ سیّد مدنی تھے اور

شیعہ تھے۔ اگر وہ سُنّی ہوتے تو تقیّہ کیوں کرتے۔ غرض آپ حج و زیارت
کیجئے سب حال وہانکا ظاہر ہو جائیگا۔ شافعی و مالکی وہاں بہت ہیں
حنفی کم حنبلی کالعدم۔ پس معلوم ہوا یہ سب اور فرقے غلط ہونگے پھر
ماتریدی و اشعری کا فرق وہاں کیجئے۔ تو جواب صاف لیجئے۔ غرض
یہ مانا کہ اسلام وہاں قیامت تک رہے لیکن سُنّی و شیعہ سب کے نزدیک
مسلمان ہیں۔ اور ۷۳ فرقوں میں بحیثیت شمار ہیں۔ باقی یہ کہیں
نہیں لکھا کہ صحیح و حق مذہب ناجی مکّہ مدینہ میں ہیگا۔ بلکہ حدیث افتراقِ
اُمّت میں یہ لکھا ہے کہ علیؑ کے طرفدار حق پر ہیں۔ حق علیؑ کی ساتھ ہے
جسطرف علیؑ ہو۔ اُدھر ہی حق پھر جاتا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ جب اُمّت
میری متفرق ہو تو اہلِ مکّہ و مدینہ حق پر ہونگے۔ علاوہ ازیں بنی اُمیّہ و یزیدیوں
کی عملداری وہاں مدّتوں رہی۔ مروان بے ایمان مُعتمد و مُقرّب حضرت
عثمان بن عفّان وہانکا حاکم رہا۔ سالہا سال مسجدِ نبوی میں نماز پڑھائی
عبّاسیہ کا دور رہا۔ دونو عہد میں سب اہلِ مدینہ و مکّہ فاسق و فاجر
باشاہوں کے بیعت گزار رہے۔ کیا شیعہ اُنسے بھی بدتر ہیں جنہوں نے
اہلبیت پر ظلم کئے۔ آلِ رسولِ مقبول کو مقتول کیا۔ ہزارہا ایجادات

Presented by Ziaraat.Com

اعتقادات و اصول و فروع میں نئی پیدا کئے۔ عباسی بتصریح سُنّیاں
خصوصاً ہارون الرشید و مامون الرشید تو شیعہ تھے سب اہلِ حجاز
انکی تابع تھے۔ پس حقیّت وہانکی کہاں رہی۔ بعد آنحضرتؐ بلالؓ مؤذن و
سعد بن عبادہ و دیگر انصار و اصحاب کبار و مومنینِ ابرار مدینہ سے باہر
چلے گئے تھے۔ کیوں مدینہ میں نہ رہے۔ یزید نے حجرِ اسود توڑ دیا۔ مسجدِ
نبوی میں گھوڑے باندھے۔ تین دن بعد جناب سجادؑ نے لید اٹھائی
مکہ میں تو نام اہلِ بیتؑ رہا۔ اور مدینہ میں بھی گوشہ نشین رہی۔ مدتوں
مدینہ اہلبیتؑ برحق سے خالی رہا۔ سو وقت حقیّت کہاں گئی تھی۔ اب
اور سُنئے قبل بعثت آنحضرتؐ مکہ معظمہ میں بُت پرستی ہوتی تھی۔ ذبیح
جلیل حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد سے وہ مقام معبد صنام رہا۔ کفارِ مکہ مشہور تھے
قریش کی ناراضی خلافتِ مرتضیٰ علیؑ سے معروف و کتب میں مذکور ہے
مکہ میں عبداللہ بن زبیر بچارہ مارا گیا۔ مدینہ میں حضرت جامع القرآن جامی
مروان پر وہ کچھ ہوا۔ جنگِ جمل کی بنا وہیں سے ہوئی۔ آپ کے صنمی

ساڑھا سال تک یعنی ۴۱ھ ہجری سے ۹۹ھ تک بحکمِ معاویہ مکہ مدینہ کے اندر خاص مسجد الحرام
و مسجد نبوی میں حضرت علی و جناب حسنین علیہم السلام کی خدمت میں بے ادبی و لعنت ہوتی
رہی۔ یہ کلمہ تبرا آخرِ خطبہ میں تھا جسکی جگہ اب آیتِ قرآنی بحکمِ عمر بن عبدالعزیزؒ ہے ۱۲ منہ

مذہب کا انہیں نہو بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدینۂ منوّرہ اہلِ حق سے خالی
نہیں سو میں کہتا ہوں کہ یہ اب بھی نہیں بہت سے اہلِ حق و شیعہ
پاک وہاں اب بھی موجود ہیں۔ توریت و انجیل سے جو بمشکل و بتکلف
صحابہ کی تعریف و توصیف بیان کی ہے سو یہ نہایت تعجب کی بات ہے
صحابہ کے اوصاف کا کون منکر ہے بے شک بہت سے اصلی اصحاب درجہ
بدرجہ قابلِ تعریف ہیں۔ تحصیلدار صاحب نے خود ملّا مجلسی کی زبانی چار سو
کئی اصحابِ اتقّا کی فہرست لکھی ہے۔ بلکہ ہزاروں کی تعداد منقول ہے۔
بہت سی لڑائیوں میں شہید ہوئے مشکل یہ ہے کہ آپ کے ذہن میں لفظ صحابہ
کا سنتے ہی ثلاثہ کا خیال آتا ہے۔ کیونکہ آپ کے ذہن میں فقط وہی صحابہ
اخیار ہیں۔ حالانکہ صحابہ میں بہت تفضیلیے مثلِ حسّان بن ثابت باقرار
شاہ صاحب موجود ہیں۔ اس قسم کو شاہ صاحب شیعۂ نیک بتلاتے ہیں
حضرت عمّار یاسر جو فرقۂ باغیہ طاغیہ معاویہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ اور
ابا ذرِ غفّاری جو بحکمِ مروان و زیرِ عثمان بن عفّان مدینہ سے نکالے گئے۔ اور
سلمانِ فارسی و جابر بن عبد اللہ انصاری وغیرہ کیسے خالص اصحاب باوفا
تھے کہ انجام تک یکساں رہے۔ زوجہ نیک ایسی ہوتی ہیں جیسی اُمّ سلمہؓ کہ

Presented by Ziaraat.Com

خاندانِ اہلبیتؑ سے مرتے دم تک جُدا نہوئیں - اور حضرت سیدہؑ سے
تفوّق نہ ڈھونڈا - حضرت امیر حمزہ و حضرت جعفر طیّارؓ و سیکڑوں اہلِ بدر
روبرو آنحضرتؐ کے شہید ہوے جسکے خاتمہ بخیر ہونیکی گواہی آنحضرتؐ نے دی -
جسپر خلیفۂ اوّل نے سُنکر رو دیا اور کہا کیا ہم ایسی نہیں آنحضرتؐ نے فرمایا
لَا اَدْرِیْ مَا تُحْدِثُوْنَ بَعْدِیْ یعنی میں نہیں جانتا کہ تم
میری بعد کیا احداث کروگے - جامع الاصول میں بھی یہ حدیث لکھی ہی
اور بخوبی ثابت ہے - پس علی العموم صحابہ کی تعریف سے وہی صحابہ نیک
ثابت ہوسکتے ہیں جنکا بعد کو بھی خاتمہ بخیر ہوا - نہ کُل - مثلاً آپنے تمام اُمّت
محمدؐ پر صلوٰۃ بھیجی تو شاید خاص مراد لوگے - کُل مسلمان مراد نہیں ہوسکتے -
ورنہ مشکل ہوگی - افسوس آپنے یہ فقرہ تو خوب سُنا ہوگا کہ کوئی عام ایسا
نہیں جو خاص نہو - غرض ابوسفیان و وحشی وغیرہ کو تو آپ بھی شاید اِن
فضیلتوں میں شریک نہ سمجھیں حالانکہ آپکے نزدیک انکا آغاز بُرا ہی انجام
تب بھی بُرا نہیں - افسوس شیعہ اُن لوگوں کو اِن فضیلتوں میں کسطرح
شامل سمجھیں جنہوں نے شروع مرض الموت نبوی سے بروایاتِ ستّہ وہ
باتیں کیں کہ جو دستداری سے بہت بعید ہیں - منافقین و مؤلفۃ القلوب بھی

Presented by Ziaraat.Com

لوگ یعنی طلحہ وزبیر علیؑ کے برخلاف وہاں لڑائی میں شریک ہوے
بعض اصحاب و اولادِ صحابہ ان جھگڑوں میں موجود تھے۔ عبداللہ بن[1]
عمر نے علیؑ کی بیعت نہ کی اور یزید و متوکلِ ملعون کی بیعت و پابوسی بہت
اعتقاد سے کی اور خلعِ ترکِ بیعتِ یزید سے منع کیا۔ غرض اس چال
چلن کے آدمی وہاں تھے اور ہمیشہ اکثر رہے ہیں اور اب بھی ہیں۔ اچھے
کم اور برے بہت وہاں اب بھی ہیں۔ ایک مذہب و ملت نہیں۔ ہاں
کلمہ گو ہیں سو شیعہ بھی کلمہ گو ہیں۔ چنانچہ آپ بھی انکو ۷۲ میں شامل
سمجھتے ہیں۔ مگر کلمہ گوئی کو آپ کافی پہلے ہی نہیں سمجھتے ہیں جبتک کہ
اور عقادات کی تحقیق نکرے۔ غرض کہانتک اس دلیل ذلیل کی تردید
کیجائے۔ آپ خود سمجھ لیں کہ بدون اپنی سمجھ کے اور بغیر دخلِ وجدانِ سلیم کے
حق نہیں معلوم ہوتا۔ اور اوّل فضلِ خدا چاہیئے۔ دعائے ہدایت بھی بخشوع و
خضوع پر ضرور ہے۔ غرض ایک اور سنئے کہ مفتی صدر الدین صاحب صدر الصدور
دہلی ایک رسالہ مطبوعہ میں بجواب مولوی میر محبوب علی صاحب لکھتے ہیں کہ

[1] ذرا خلاصۂ مسعودی مطبوعۂ دہلی مصححہ جناب مولوی مملوک العلی صاحب مرحوم ملاحظہ فرماویں تو حال انقلاب بعضے اصحاب و صاحبزادوں کا معلوم ہوگا۔ عبداللہ بن عمر کی موت کیسی ہوئی ۱۲ منہ

Presented by Ziaraat.Com

مسجدِ نبوی و مسجد الحرام میں سالہا سال بزمانہ بنی اُمیہ اہلبیتؑ پر
لعن و تبرا بعد نماز ہوا کیا اور تابعین و تبع تابعین وہاں نماز گزارے ہے
کسینے نمازِ مسجد ترک نکی - جامع مسجدِ دہلی نے کیا قصور کیا کہ بسببِ
وقوعِ بدعات قابلِ ترکِ نماز ہووے - واہ کیا ایمان تھا کہ زمانہ معاویہ
میں ۴۱ھ سے لیکر عمر بن عبد العزیز کے وقت تک یہ غضب کی بدعت
خاص مسجدوں میں رہی ۹۹ھ میں بیچارہ عمر بن عبد العزیز نے یہ بدعت
دُور کی - اور خطبہ میں سے عبارت تبرائے علیؑ اور حسنینؑ کی دُور
کرکے آیہ قرآنی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ اخیر میں لگا دی
خدا تعالیٰ اُسکو اس امرِ خیر کی جزائے نیک دے - دیکھا اس مذہب کے
لوگ حجاز میں رہے ہیں - یہ سُنّی تو ہمارے نزدیک اُنسے بدرجہ بہتر ہیں -
حضرت معاویہ کہنے والے اب بھی وہاں بکثرت موجود ہیں - سیر آپکو
باوجودِ سیادت فخر ہے - کیا کہئے حضور سے بالمشافہ زبانی باتیں ہوں تو
حال معلوم ہو - سو یہ بسبب آپکی بلند رتبگی کے شاید مُیسّر نہو - رہا اب یہ کہ
امام مالک بعضے مسائلِ فقہ میں اجماعِ اہلِ مدینہ کو دلیل جانتے ہیں سو
اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کُل اہلِ مدینہ اہلِ حق ہوں اور کوئی حق

Presented by Ziaraat.Com

ثابت نہیں کیا اور نہ اتنی طول طویل سے آپکا مطلب نکلا لیکن ہاں
آپنے اعتراض کیلئے قدم بڑھایا۔ مگر اسکا بھی مقصد نہ پایا۔ بعضوں نے جو
خیرِ اُمّتہ سے ائمہ مراد لئے ہیں اُنکا یہہ مقصود نہیں کہ متن قرآن میں خیرِ ائمہ
تھا بلکہ خیرِ اُمّتہ خود ائمہ ہیں۔ آپ حدیقہ کی عبارت میں مثلاً اینکہ گفتہ شود اخ
کے معنی افسوس نہیں سمجھتے۔ اور وجہِ اوّل بعیدیت کی معانی کو تو آپکا
ذہن کسطرح پہنچتا کہ یہہ بعید ہے۔ آپ جناب میر صاحب کی وفات پر
افسوس کرتے ہیں۔ یہاں تشریف لائیے۔ دیکھئے کسطرح سمجھا یا جاتا ہے یا
لکھنؤ میں اُنکی اولاد موجود باجود ہے۔ آپ دولتمند ہیں۔ ریل جاری ہے
پھر افسوس کیسا یہہ تو آپنے بالکل ایسی بات لکھی جیسے پیر مریدوں کو
بھکایا کرتے ہیں۔ غرض آپ کہیں نہ جائیے نہ آئیے۔ وہیں بیٹھے رہیے
اور ذرا غور سے سمجھ لیجیے کہ خیرِ اُمّتہ سے فقط علیؑ بھی مراد ہو سکتے ہیں
چنانچہ آپ خود صفحہ ۳۰ کے حاشیہ پر رقم فرماتے ہو کہ عام سے مراد خاص
لینا عرب کا دستور ہے دوسری جبکہ اُنکی ذریت طاہرہ جو کہ اُنکی صلب مطہر میں
تھی وہ بھی مراد ہو تو کیا تعجب۔ حضرت آدمؑ کی طرف بعض مقولات میں
اشارہ ہوا ہے اور مراد اُنکی اولاد ہے۔ چنانچہ ستقصا کی دوسری جلد میں

Presented by Ziaraat.Com

ملاحظہ فرمایا ہوگا - قرآن شریف میں بیشک انوارِ ہدایت ہیں مگر یہ بھی
آئمہ سے منقول ہے کہ اسکی تفسیر راسخون فی العلم ہی خوب جانتے ہیں اور انکے
نزدیک بجز خدا کوئی نہیں جانتا آپ کے ہاں سے بھی خوب ثابت ہے کہ قرآن
شریف مجمل و مفصل و عام و خاص وغیرہ ہے خود خدا تعالیٰ قرآن شریف میں
فرماتا ہے کہ قرآن شریف میں آیاتِ محکمات بھی ہیں اور متشابہات بھی
جنکے دلوں میں کھوٹ ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں سو آپ
ہیں کہ اپنی مطلب کے لئے عام آیتوں کو اپنے خاص صحابہ کیلئے مقرر کئے لیتے
ہیں - اور طعن نقصِ قرآن کا جو بعض روایاتِ شاذہ ماولہ سے کیا ہے وہ
بتصریح مولوی آل حسن صاحب کتابِ ستفسار و تشریح مولوی رحمت اللہ صاحب
اعجاز عیسوی بہ تحریر مولانا مولوی الطاف حسین حالی صاحب تریاقِ
مسموم خلافِ جمہورِ شیعہ و جہابذۂ امامیہ ہے آپ کے شاہ صاحب اس طعن
میں سارق خواجہ نصر اللہ کے ہیں - وہ بیچارہ کابلی اس طعن کے
فسادات کو نہیں سمجھا - آئندہ شاید آپ ایسے مطاعن کو باوجود ملاحظہ
شروع مسلکِ ثانی ستقصا جو نقضاً لکھا گیا ہے اچھا سمجھیں یا نہ سمجھیں -

ہم بہر نمط تابع ہیں ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے

آنحضرتؐ کے ساتھ تھے وہ بھی کیا اشدّاء علی الکفار ہیں ہرگز نہیں پھر
بھلا بھگوڑے و مُتخلفین اس فضیلت کے مستحق کسطرح ہو سکتے ہیں۔ آثارِ سجود
کس کس کی پیشانی پر نہ تھا۔ معاویہ و مروان وغیرہ کیا نمازی نہ تھے۔
کیا وہ نمازیوں میں محشور ہونگے۔ مقداد و ابوذر و عمّار پر کیا خوب رحم کیا گیا۔
یہ لوگ ظالم رحما میں داخل ہیں۔ جنگِ جمل و جنگِ صفین کی لڑائیوں سے
خوب صاف و واضح ہو گیا کہ یہ لوگ طرفدارانِ علیؑ ہیں۔ ورنہ رحمِ دلی
کی باہم کیا یہی صفت ہے۔ خلیفۂ دوم نے سعید بن عبادہ کا مُنہ مارے
طپانچوں کے لال کر دیا۔ اور سقیفہ میں پامال کیا۔ زبیر کی تلوار علیؑ کے
دروازہ پر بروایتِ مورّخین توڑ دی اور اسکو پچھاڑ کر زیبِ دوشِ سینۂ
صواب گنجینہ ہوئی۔ علیؑ کے دروازہ پر آگ لیگئے۔ یہ سب کچھ باقرار
شاہ جیو صاحب بھی ثابت ہے۔ یہی رحم کی صفت ہے۔ اشدّاء علی الکفار
سے مُراد حضرت امیر حمزہ و حضرت جعفرِ طیار و جناب امیرؑ وغیرہ فقط کیوں
نہیں ہو سکتے۔ یا تمام شُہداء بدر و صحابۂ جلیل القدر۔ اور فقط جناب
امیر علی علیہ السلام بھی مراد ہو سکتے ہیں جیسے آیۂ انما ولیکم اللہ و رسولہ میں
راکعین سے مراد حضرت علیؑ ہیں چنانچہ دُرِّ مختار میں بھی مذکور ہے کہ حضرت علیؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

نماز میں صدقہ دیا خدا نے اُنکی صفت و ثنا کی اگرچہ یہ نہ کہا کہ منحصر ولایت فرمائے مگر اس اتنی بات سے بھی سب کچھ نکل آتا ہے۔ غرض موصوف بالیہمہ صفات فقط مرتضیٰ علیؑ بھی ہو سکتے ہیں خصوصاً جبکہ اُنکے ساتھ اُنکی ذرّیت مُطہّرہ بھی مراد ہو۔ جمع کی ضمیر سے ایک شخص مراد ہو سکتا ہے۔ آپ بھی آگے جاکر خود قائل ہیں کہ خطاب عام ہوتا ہے اور مراد خاص لیتے ہیں یہ عرب کا بڑا محاورہ ہے۔ باقی اور جو کچھ توریت و انجیل سے عام تعریف صحابہ کی بہ وقتِ کمال اشکال سے نکالی وہ بشرطِ ثبوت آپکی مُفید نہیں اور ہمکو کچھ اس سے ضرر نہیں۔ آپکے صدیقِ اکبر اور فاروق عمر نے جو باپ بھائی کے مارنے پر کمر باندھی بالفرض یہ سب صحیح۔ مگر کیا عمل نیک بد کار سے حبط نہیں ہو جاتے۔ دوسرے یہ کہ اگر قتل پدر و برادر نیک ہوتا تو ضرور آنحضرتؐ قبول و منظور فرماتے۔ اور حضرت علیؑ بھی کبھی ایسی بات کہتے۔ خلاف صلۂ رحم و موافق قساوتِ قلبی یہ امر ہوگا جو آنحضرتؐ نے منظور نہ فرمایا۔ یہ تو عبداللہ بن سلول کی نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے تھے۔ حضرتؐ نے کیوں پڑھی۔ غرض سعادت و قساوت میں فرق سمجھنا چاہیئے۔ کنتم خیر امّۃ سے آپ نے کچھ

لہٰذا اسلام کے روبرو رشتہ داروں و عزیزوں کا خیال نہ کرے مگر اسکو خلاف سے کیا تعلق یہ اعتراض بظاہر اُن خالی شیعوں پر ہو سکتا ہے جو صحابہ کو مسلمان نہ سمجھے ۱۲ منہ

جو اسپر بھی نہ سمجھے تو اُس بُت کو خدا سمجھے ۔ دوسری آیت سے بھی
مُہاجرین کی صفت و ثنا نکلتی ہے لیکن یہہ نہیں ثابت ہوتا کہ بعد کو
کسی مہاجر سے بدی نہ ظاہر ہوگی ۔ ہاں پہلی بُرائیوں کا تو خدا تعالےٰ عوض
کر دیگا ۔ لیکن بعد آنحضرتؐ جو خاص اُنکی اہلبیتؑ کی نسبت ظلم ہوئی اُسکا کیا
علاج ۔ یاد رکھو کہ یہہ ملا رج مہاجرین کو فقط آنحضرتؐ کے باعث سے نصیب ہوئے
پس جب بسبب ناراضی اہلبیتؑ وہی سرورِ اہلبیتؑ ناراض ہوا تو پھر کیا ایمان
حبط نہیں ہو سکتے ۔ کیا حقوق عباد پر مواخذہ نہ ہوگا **مَنْ قَتَلَ**
مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ الخ کیا بعض صحابہ حوضِ کوثر
سے جہنم کو بھگائینگے ۔ اور کیا سرورِ کائنات اُنپر لعنت نہ فرمائینگے ۔ اور یہہ بھی
ملحوظ رہے کہ یہہ محدثین مفسدین ناکثین بارقین و قاسطین خواہ کوئی شروع
ہی سے بمنزلہ منافق ہو یا اپنے دل میں منافق نہ ہو مگر خدائے علیم کے نزدیک
بدانجام ہوا اور بعد آنحضرتؐ کے مرتد لغوی یا شرعی ہو گیا ہو ۔ یا یہہ کہ بسبب
ظلم اہلبیتؑ منافق و مرتد کے رتبہ کو فائز ہو گیا ہو ۔ مآل و انجام سب کا
ایک ہے ۔ اہلسنت میں اختلاف رائے سے اختلاف اصل مضمون نہ سمجھیں اور
اختلافِ اقوال کسی مذہب میں نہیں ہیں اس سے اصل بات فوت نہیں ہوتی

اور یہ امر مُکذّبِ مذہبِ حقیقی نہیں۔ وہ کونسی مین ہی جہاں آسمان
نہیں۔ باجملہ منافق و مرتد و ظالمِ اہلبیت و ناکثین و قاسطین و مارقین
بحدیثِ صحاح ان آیتوں میں شروع ہی سے بعلمِ خدا شریک نہیں جیسا یہود ا
آخر یوطی نیک حواریین میں شریکِ صفت نہیں۔ حالانکہ جابجا صفتِ
حواریین انجیل بلکہ قرآنِ شریف میں بھی موجود ہے۔ مگر مدِ انجامی ہی معلوم
ہوگیا کہ یہود اس توصیف میں داخل نہیں۔ سہا بنت شعث زوجۂ امام
حسن علیہ السلام کو کچھ صحبت سے فضیلت حاصل نہوگی۔ بنی اسرائیل کی
تعریف جہاں ہی وہاں نیکوں ہی کی ہے۔ بدوں کی نہیں۔ بدوں
کی مذمت بھی موجود ہے۔ آخر سورۂ منافقین بھی تو نازل ہوئی۔ جابجا
نفاق پیشوں اور خام کاروں اور بدعملوں اور رکیکوں کی مذمت
قرآن شریف میں موجود ہے۔ مہاجرین کی تعریف بھی مذکور ہے۔ مگر
یہ بھی قرآن شریف میں مسطور ہے کہ بعض اپنے گھر سے **بَطَرًا وَّرِئَآءَ**
النَّاسِ یعنی اترا کر دکھلانیکو نکلتے ہیں۔ ایسے مہاجرین کی
مذمت بھی ہے۔ آپ اِن آیات کی معانی تو مجمع البیان وغیرہ سے
لکھتے ہیں۔ مگر آگے جو صاحب مجمع البیان بطور جواب یا دفع دخل اپنا

Presented by Ziaraat.Com

قول لکھتے ہیں اُس سے آپ صریح چشم پوشی کرتے ہیں اور مُفت کتاب بڑھاتے ہیں لاتقربوا الصلوٰۃ پر عمل فرماتے ہیں۔ اسطرح تحریر و تقریر بڑھتی ہے اور تصفیہ خاک نہیں ہوتا۔ کوہ کندن و کاہ برآوردن کا نقشہ ہے۔ فائدہ کیا میں اُن اقوال کا ترجمہ کر سکتا ہوں وہی آپ کے باتونکا جواب ہو جائیگا لطف یہ تھا کہ آپ اُن جوابوں کا نقض کرتے تو البتہ نئی بات معلوم ہوتی آپ صاحب سمجھے کیطرح انہیں مضامین کہنہ کی مرمت بیجا کرتے ہیں۔ یہ عام فہمی ہے نہ تحقیق۔ بیعت رضوان میں ایسے بھی لوگ تھے جنکو خدا فرماتا ہے **فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ** ط یعنی جو اس بیعت کو توڑیگا وہ اپنی نفس پر عہد شکنی کریگا۔ علاوہ ازیں اسکا جواب کیا کہ بدانجام بدمآل لوگ پہلے ہی علمِ خدا میں اس آیت سے خارج تھے۔ دیکھو ابنِ ملجم کا انجام کیا ہوا۔ حالانکہ وہ کمبخت حضرت کا غلام و خدمتگار تھا بسبب ثوقِ خبر فتح جنگ نہروان کے کوفہ میں منادی دیتا پھرتا تھا جو قطامہ ملعونہ پر عاشق ہوا یا کسی طمع و غولے سے۔ یقیناً آپ کے نزدیک بھی سیدھا جہنم کو سدھارا۔ اگرچہ بظاہر خصوصاً آپ کے عندیہ میں کسی ضروری اسلام کا منکر نہ تھا۔ پس سب ثواب جہاد و ہجرت کا جو ہمرکاب سعادت انتساب امام علیہ السلام

اُس سے ظہور میں آیا برباد گیا۔ اب رہی یہ بات کہ آپ جو اِس بیعت کی خوبی
روایتوں سے بیان کرتے ہیں اور مُلّا کاشانی اور کشف الغمّہ کیطرف رجوع فرماتے
ہیں سو یہ ثبوت قرآن شریف سے نہیں آخر پھر روایتوں سے مطلب نکالا۔ نام
قرآن شریف کا لیا۔ اور روایات کی بھی تحقیق و تصحیح کی کشف الغمّہ میں سنّیوں کی
بھی روایتیں ہیں۔ رہی مُلّا کاشانی کی تفسیر سو اُس روایت کی سند نہ لکھی
حالانکہ آپکے علماء مثل مولوی شمس العلماء صاحب مُفسّرین کی روایات کا
چنداں اعتبار نہیں کرتے۔ بہت عالم آپکے ہاں کے کہتے ہیں کہ اہلِ تفسیر کے
ہاں آج وبا پھیل گئی ہے کہ بے تحقیق روایتیں درج تفسیر فرماتے ہیں۔ سوائے
ازیں مُلّا کاشانی کی روایت احاد میں سے ہے۔ روایت جابر بن عبداللہ انصاری
کی جو کشف الغمّہ سے آپنے رقم فرمائی ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ اُن میں سے ایک
شخص قیس بن قیس کا نفاق بالاتفاق ظاہر ہوا کہ اُسنے بیعت شکست کی
پس کُلیہ قفل اِس بیعت رضوان کا ٹوٹ گیا۔ اور اگر صاحبانِ بیعت
شجرہ میں سے کوئی بھی قابلِ دوزخ نہوتا تو خدا یوں کیوں فرماتا کہ جو اِس
بیعت کو توڑیگا تو اپنی نفس پر توڑ ڈالیگا۔ بلکہ یہ کہتا کہ اب کوئی اِس بیعت کو
نہیں توڑیگا یا توڑیگا بھی تو ہم اب کچھ اُسکی نکثِ بیعت کا خیال نکرینگے۔

Presented by Ziaraat.Com

بہرنمط جنّت دینگے۔ جناب میر صاحب ایسی نیک فعال کے ساتھ بھی خاتمہ پر
نظر ہے۔ اور ضرور انجام نیک شرط ہی۔ ورنہ پھر بعد کو اعمالِ صالحہ وغیرہ کا
بھی خیال نرہے۔ جیسے روایتوں سے آپنے اپنی صحابوں کی فضیلت اس
آیہ سی مستنبط کی اسیطرح شیعہ ان صاحبوں کی ہزیمت اور اس فعلِ فرار کی قباحت
روایاتِ متواترہ و آیۂ قرآنی و فقہ یزدانی سے ثابت کرتے ہیں جنگ حُنین
میں یہ آیہ بھاگنے والوں کی شان میں نازل ہوئی ہی اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ
الشَّيْطَانُ۔ یعنی شیطان نے اُنہیں بھکا دیا اور پھسلا دیا اور عفو بھی
اس فعل کے قبیح ہونے پر دلالت کرتی ہی۔ پس فرارِ خیبر و بدر کی معافی قرآنِ
شریف میں دکھلائی۔ آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ خدا فرارِ خیبر کی خبر قرآن شریف
میں کیوں نہ دیتا۔ سو خدا نے تو خود جنگِ خیبر کی بھی خبر قرآنِ شریف میں
نہیں دی۔ بہت سے ایسے اُمور نہیں فرمائے۔ تفصیل تو بہت ہی کم ہے
خود علماء اسلام سُنّی مسلمان عدمِ تفصیلِ معجزاتِ نبوی کا قرآن شریف
میں طرح طرح سی جواب لکھتی ہیں۔ یہ آپنے کیا کہی۔ وہی جانے کہ اُسکی کیا
مصلحت ہے۔ اس سے علاوہ اسقدر سُنی پہلے ہی خبر دی تھی کہ ان بائعان
تحت الشجرہ سی کچھ لوگ بیعت توڑینگے سو وہ اپنی جان پر توڑینگے۔ یہ حدیث

Presented by Ziaraat.Com

مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ میں مندرج ہی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں کل اُس شخص کرّار غیر فرّار کو واسطے جنگِ خیبر کے بھیجونگا جو اللہ و رسولؐ کو دوست رکھتا ہی اور خدا و مصطفےٰؐ اُسکو دوست رکھتے ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیخین پہلے اور دوسرے دن بھاگے اور عَلَم ڈال آئے - بہت کتابوں میں یہ روایت موجود ہے خصوصاً باوصفِ تعصّب مصنّفِ قصص الانبیاء تک نے بھی اسی لکھا ہے ع قیاس کن زِ گلستانِ من بہارِ مرا ۔ آپنے عزّتِ اسلام بھی برباد کی - اور لطف یہ کہ معلوم ہوا خدا و رسولؐ کے دوست بھی نہ تھے مجکو مفت قصص و حکایات لکھکر حق و باطل خلط منظور نہیں - اور زیادہ تقریر سے طول دینا یہ مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام و ازالۃ الغین کا پیشہ ہے ورنہ جو تقریریں ان مقدمات میں سُنیوں سے ہوئیں کچھ گزارش کرتا - ایکدفعہ قبلِ غدر بوقتِ شب خانصاحب مسیح اللہ خان وکیل ہائی کورٹ کے مکان پر روبرو جناب حاجی احمد جان صاحب و جناب منشی محمد ذکاء اللہ صاحب کے مولوی حیدر علی صاحب سے اس مقدمہ میں تقریر ہوئی - اگرچہ انکی جانب چند تماشا دیکھنے والے دخل در معقولات بھی دیتے تھے اور ہنسنے میں بھی مولوی صاحب کے مددگار تھے مگر بجز اسکے کہ اس روایت کو

Presented by Ziaraat.Com

ضعیف زبانی کہیں اور کچھہ نہ بن آیا۔ اور مسند احمد بن حنبل کی روایت کا جواب آئین بائیں شائیں
تھا صبح کو جناب منشی ذکاء اللہ صاحب نے روبرو میر علی نقی مرحوم وغیرہ کے یہ فرمایا کہ
طرفین سے کوئی ہمارا غرض بھاگ دوڑ اور بات ہے۔ اور بندہ اس جدال و مکابرہ سے نہایت
متنفر ہے۔ اور صبا حب منتہی الکلام کی عادت تقریراً تو کیا تحریر میں بھی بخوبی ظاہر ہے چنانچہ
بہت سے منصف سُنتے بھی اسکی مقر ہیں۔ اسپر بھی انکی سب لن ترانیاں خاک میں ملگئیں
کتاب استقصا کے چھپتے ہی انکی قلعی کھل گئی کہ باوصفِ مہلت و آسودگی نوکری حیدرآباد
وراپیو و عہدہ دار ہونے فرزندان کے جواب استقصا میں قلم بھی نہیں اُٹھا۔ ناچار راپیو چھوڑنا
پڑا۔ اب ناحق روسا کو بدنام کرتے ہیں اور الزام دیتے ہیں۔ حال تو ان بزرگوار دکا
یہ ہے مگر دعوی وہ کچھہ۔ جناب میر صاحب نے آیتوں کا تو نام لیا اور روایتوں
سے بے تنقیح کام لیا۔ شاہ جیو صاحب نے تو رسالہ وسیلۃ النجات میں جسکو تحفہ
اثنا عشریہ کا خلاصہ قرار دیا ہے طرفین کی کتابوں کو بالائے طاق رکھنا بتا کر
اصحابِ ثلاثہ کی ثناخوانی کا ادّعا محض قرآن شریف سے کیا ہے۔ حالانکہ بغیر تاریخ
و روایات آخر پھر کام نہیں چلتا۔ ہے یہ کہ شاہ جیو صاحب کو ہمیشہ نئی نئی اُپج سوجھی
ہے۔ باایں ہمہ سرقہ و دروغ و پوچ گوئی کشف و کرامات کا دعوی۔ پیراں
نمی پرند و مریداں می پرانند۔ اگر وہ جیتی تو میں صلاح دیکر تحفہ سے مقابلہ کو

Presented by Ziaraat.Com

عرض کرتا اور پھر کہتا کہ میاں شاہصاحب آپنے سونی پت میں نانا کے
ہاں کتب خانہ شیعوں کا کہاں سے دیکھا۔ خوب صواقع ہاتھ لگ گیا۔ واہ کیا
دیانت و شہرت ہے۔ بستان المحدثین مفتاح کنز الدرایہ کی تصویر ہے۔ مگر خیر
شاہصاحب میرزا محمد دہلوی خلیفہ شاہ محمد سے داغ پرداغ لیگئے۔ خلیفہ
شاہ محمد شاہصاحب کے رشتہ دار تھے۔ اور حدیثِ فدک کا جواب صاحبِ تحفہ سے
سُنکر شیعہ مومن ہوے۔ حاصل کلام یہ کہ کلام اللہ کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔
اور یوں بے معنی لافظ ہونا اور بات ہے۔ اگر آپکو دعوی کلام اللہ فہمی کا ہے تو
کُل رطب و یابس قرآن شریف سے ثابت کیجئے۔ اور ذرا وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ
إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ الخ کو تلاوت فرمائیے
فقط قرآن شریف سے جو جو عتراضات نصاریٰ کرتے ہیں آپسے تو ہرگز
جواب بھی نہ دیا جائیگا۔ آپکے مُفسرین بھی جا بجا منہ کے بل گرتے ہیں
ذرا اعجاز قرآن ہی کا مطالعہ کیجئے۔ بہتر فرقے قرآن شریف ہی سے لڑتے ہیں
آخر آپکا اور آپکے دوست سیّد احمد خانصاحب بہادر کا قول ہے کہ
قرآن شریف کو موجودات سے ملانا چاہئے نہ برعکس۔ بلکہ تمام کتبِ سماوی
کا محاورہ اور طور ہے۔ افسوس آپ جہاں مہاجر و صحاب کا

Presented by Ziaraat.Com

لفظ دیکھتے ہیں وہاں صحابِ ثلاثہ ہی مراد سمجھتے ہیں۔ شیعہ جہاں
قرآن شریف میں ظالمین و فاسقین و فجّار کا لفظ پاتے ہیں وہاں غاصبین
خلافت ہی مراد لیتے ہیں۔ منافقین سے دشمنانِ اہلبیت ہی مراد سمجھتے ہیں
سورۂ منافقین میں ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ کو غور فرمائیے کہ ایمان کے بعد کفر بھی ہے۔
اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
خلاصہ یہ کہ جابجا فاسقین و فجّار کی جزا جہنّم قرآن میں مذکور ہے۔ اور
بداعمالوں کی سزا مسطور ہے۔ پس اُن سب آیاتِ محکمات سے صحابِ ثلاثہ
مراد کیوں نہیں لیتے۔ آخر خدا نے اس اُمّت میں سے کس کس کا نام لیا۔ جو انکا
لیتا۔ اور فتحِ خیبر ہی کا حال نہیں لکھا شکست کھانیوالوں کا نام کیونکر لکھتا
مگر یہ لکھا ہے کہ جو جہاد میں قایم رہتے ہیں اور صبر کرتے ہیں خدا اُنکو مدد دیتا ہے۔
اور جو خدا پر اعتقاد نہیں رکھتے وہ بھاگ جاتے ہیں۔ غرض ایمان و ہجرت وغیرہ
جب ہی معتبر ہے کہ مرتے دم تک ہو۔ اور نماز و زکوٰۃ بھی جبھی ہو دستور ہے کہ
خاتمہ بخیر ہو۔ ورنہ بیچیں تو مرتدین و منافقین مثلِ بلعام و برصیصا وغیرہ بھی
ہر ایک اُمّت میں چند روز صالح ہو گئے ہیں۔ قابیل پسرِ آدمؑ پہلے کیسا شخص تھا

Presented by Ziaraat.Com

قرآنِ شریف بامعانی تلاوت کیجئے اور پھر بدکارانِ امّت کی مذمّت ہر ایک سورہ میں لیجئے۔ نام کی تصریح نہ اچھوں کی نہ بروں کی۔ زنِ نوحؑ و لوطؑ کی کفر کا بیان صریحاً دیکھئے۔ ازواجِ مصطفےٰؐ کی نیکی بدی بھی سُنئے پس جو چاہئے اعتقاد کر لیجئے۔ اس امّت میں سے بدترین کا نام ابولہب مسطور ہے اور یا اچھوں میں یدِ پدرِ اُسامہ کا نام ہے۔ کاش آپ کے صاحبِ ثلاثہ لشکرِ اُسامہ سے نہ پھرتے تو آپ اِن اُسامہ بنِ یدؔ کو علیؑ سے افضل بتلاتے۔ کیونکہ انکی نام کی تصریح ہے اور شاید تفصیلِ تصریحِ نامِ نامیِ یدؔ کو خلیفۂ اوّل بتانے تو زیبا تھا۔ خلاصہ یہ کہ گو وحی آنحضرتؐ پر نازل ہوا کی۔ مگر سب باتیں بطور قرآن شریف از راہِ وحیِ مُفصّل نازل نہیں ہوئیں۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ خدا نے اُنکی دل کی بات جانکر تسلّی نازل کی۔ سو اُنکی دلی بات شاید خوف و اضطرار ہو جو باعث تنزیلِ تسکین ہوا۔ دلی بات سے ایمان ہی مراد لینا یہ آپکی خوش فہمی ہے۔ مُلّا کاشانی و دیگر مُفسّرین و متکلّمین نے جسطرح اِن آیات کا جواب مُفصّل لکھا ہے آپ نے ہرگز اُن تقریروں کو نہیں لکھا۔

لہ دوسری صحیح اور محقق مذہبِ شیعہ یہ ہے کہ خلفاء کے آغازِ اسلام و ایمان میں تو کچھ کسر نہ تھی لیکن اکثر اعمال میں بعد ایمان لانیکے افراط و تفریط ہوئی پس نیک عمال حبط ہو گئے چنانچہ کلام خدا شاہد ہے وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

انکی کلام کو خلط کرکے بگاڑ کر اپنے طرف سے خلاصہ کیا ہی - ورنہ جس طرح
انہوں نے جوابات لکھی ہیں وہ بعینہ دیکھے جاویں تو ناظرین کی بخوبی تسلّی ہوجاوے
میری پاس وہ کتابیں نہیں + جو یاد ہے یا ذہن میں آتا ہی گزارش کیا جاتا ہے -
قاضی شوستری نے جو یہ جواب دیا کہ خدا تعالی اس فعل یعنی بیعتِ برد ختی
سے اسوقت بالبتہ راضی ہوا اسمیں کچھ خرابی نہیں - قاضی صاحب اسکی
مثالیں بھی لکھتی ہیں اور نظیریں بھی دیتی ہیں - وہ آپنے چھوڑ دیں - میں
اپنی طرف سے لکھتا ہوں کہ سورہ فتح میں خدا فرماتا ہی کہ اے محمدؐ جب لوگوں کو
دین میں داخل ہوتے دیکھتا ہے تو اپنی رب کی تسبیح کر - پس کیا اس سے یہ
ثابت ہوتا ہی کہ جو داخلِ اسلام ہوے وہ سب مومن ہیں منافق کوئی بھی نہیں -
یا کوئی مرتد نہیں ہوا - حالانکہ قرآن شریف میں جا بجا منافقین و مرتدین کی
خبریں ہیں کہیں انکو حق سبحانہ خشک چوب فرماتا ہی - جو شاید آپکے شجرِ مزروعہ
و نخلِ رطبہ میں سے ہو - جو آپنے مضمون توریت و انجیل سے بکمالِ نازک خیالی
نکالا ہی - بعض دینداروں کے دو دو تین تین حال مرقوم ہیں - کہ پھر آخر کو
وہ زیادہ کفر میں پڑ گئی - آپ یہ جانتی ہیں کہ جہاں ایک شخص سے کچھ اچھا کام ہوا کہ
جو باعثِ حصولِ خوشنودی خدا یا وصولِ جنّت ہو تو پھر وہ عمل حبط ہی نہیں

ہوسکتا۔ آپ کے نزدیک شاید جو مسلمان ایمان لایا یا کچھ چند روز عملِ نیک بھی کیا وہ جیتے جی جنتی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا اسکا اجر اور طرح دے سکتا ہے مدار خاتمہ پر ہے۔ آغاز پر لحاظ نہیں۔ اور چونکہ یہ بعضی خطائیں خلفاء ثلاثہ سے وقتِ تخلّفِ جیشِ اسامہ سے ظہور میں آئیں اُسوقت وحی قرآنی منقطع ہوچکی تھی۔ سو اسلئے آنحضرتؐ نے تو فرمایا کہ جو لشکرِ اسامہ سے پھرے گا خدا اُسپر لعنت کرے اور مانع دوات و قرطاس کو بھی حجرہ سے نکال دیا۔ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الخ کے تحت میں قائل لیھجر کو داخل کیا مگر قرآن شریف میں آیہ اس مضمون کا نہ آیا۔ اگر سب باتوں کی تفصیل قرآن شریف میں ثابت کرو۔ تو خیر ناراضی کی تصریح علی العموم شاید شیعہ بھی دکھلائیں۔ باقی آپ کے تعریضوں کا جواب شیعانِ تبرائی کے پاس بہت کچھ ہے۔ چاہئے جسقدر زبانی سُننے یا رد و تحفہ وغیرہ دیکھئے۔ مختصر یہ کہ عموماً بعض ایمانداروں کی مذمت بھی قرآن شریف میں آئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ منافقین و مرتدین علمِ الٰہی میں داخلِ اہلِ جنت شاملِ آیاتِ فضیلت نہیں ہیں یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

Presented by Ziaraat.Com

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ

دیکھو مومن خاسر بھی ہوتا ہے اور شیعہ جو ظالمین اہلبیتؑ کے باب میں دو تین قول بظاہر مختلف رکھتے ہیں کوئی کہتا ہی کہ منافق تھے کوئی مرتدعن الحق بتلاتا ہی۔ بہت صرف دربارہ خلافت تقصیروار بتلاتے ہیں سو یہ سب قول بہ نسبتِ علمِ الٰہی ایک ہیں گو ظاہر میں کچھ اختلاف رکھتے ہوں باطن میں مآل تب بھی ایک ہی۔ اور نیز ہر سہ اقوال پر علمائے شیعہ غاصبین فدک وخلافت ومنکرینِ فضیلتِ اہلبیتؑ کا خاطی ہونا ثابت کرتے ہیں یہ نہیں کہ بسببِ اِن تین قولوں کے غاصبینِ خلافت کی بدمآلی میں کسیکو تردد ہے آپ ان اقوال کو مختلف سمجھتے ہیں۔ اور علماءِ شیعہ انکو بطور حیرانی و پریشانی نہیں بیان کرتے بلکہ ہر طرح پر ہر ایک صورت کو مانکر اپنا مطلب ثابت کرتے ہیں۔ اس سے قطعِ نظر جو قول جس عالم کا ہی وہ اپنے مذہب منصوصہ کو بطورِ خود دلائلِ جداگانہ سے لکھتا ہے آپ انمیں تمیز نہیں کرتے۔ مُلا کاشانی کی تفسیر سے تو قاضی صاحب کے مذہب پر ایراد لاتے ہیں اور قاضی صاحب کے قول سے تفسیر مجمع البیان کے مذہب پر اعتراض فرماتے ہیں

سلہ اگرچہ یہ قول نہایت ضعیف و بعض مجادلین کے ہیں چنانچہ کتاب ادلۂ فریقین میں بھی چھپا ہے کہ آخوند مجلسی نے بطورِ مقابلہ یہ لکھا ہے ۱۲ منہ

یہہ بات مناظرہ کے شایاں نہیں بلکہ خود آگے جاکر کافر و منافق کا ایک
حاصل بتلاتے ہو۔ ہی صاحبانِ ادراک ذرا غور کیجئے اور داد دیجئے کہ جبکہ مُلّا
کاشانی و صاحبِ حملۂ حیدری غیر شیعہ ہیں تو یہ تفسیرین اور باتیں جو
حضرت میر صاحب اُنہی نقل فرماتے ہیں یا تو اُن صاحبوں کے نزدیک کچھ جواب
رکھتی ہونگی جو اُنہوں نے اپنی محل پر انہیں کتابوں میں اُنکو تصریح لکھا ہے
اور اگر اُنکا یہ عین مذہب ہے تو سب شیعہ بدخواہِ صحابِ ثلاثہ نہوے۔ جیسا
میر صاحب تمہید میں ارشاد کرتے ہیں۔ پس میر صاحب کو مناسب تھا کہ
اُنہی باتوں کا جواب بعینہٖ نقل فرماتے نہ یہ کہ اپنی موافق اقوال ہر ایک کے
لکھدی تحقیق سے غرض نہ رکھی۔ یہ باتیں شروعِ مناظرہ میں مُروّج تھیں۔
اب جو باتیں مُنقّح ہوگئیں اُنہی شاید میر صاحب کو اطلاع بھی نہیں۔ اُمید کہ
رسالہ مناظرہ مطبوعہ سوسائیٹی مناظرہ جو دہلی میں چھپا ہی ملاحظہ فرماویں۔
اور سُنئے کہ میر صاحب تقلیدِ اکابر عام سے خاص مطلب یعنی فضیلتِ
ثلاثہ ثابت کرتے ہیں اور شیعہ خاص حرکات و خطایائے خلفاءِ ثلاثہ سے ان
آیاتِ فضیلت کو مخصّص سمجھتے ہیں سو یہ قریب القیاس ہے، کیونکہ قرآن
کو موجوداتِ خارجیہ سے ملائے نہ معانی ذہنیہ قرائنیّہ سے موجودات کا

Presented by Ziaraat.Com

ثبوت سمجھنے مشکل یہ ہی کہ خود سُنّی لوگ صحابِ رسولؐ اللہ سی خلفاء ثلاثہ
ہی مراد سمجھکر دائرہ تعدادِ صحابہ کو مختصر کرتے ہیں - اور تقصیر کی تہمت
شیعوں کے سر پر دھرتے ہیں - حالانکہ شیعہ محیط دائرہ صحابہ کو وسیع
بتاتے ہیں - فقط تین چار نفس کو صحابی نہیں کہتے - یہہ آپ کے
۲۲ صفحہ کے جواب میں عرض کیا گیا بالجملہ آپ یہ تقریر فرماتے ہیں کہ
چونکہ صحابِ ثلاثہ ان آیاتِ فضیلت میں بطورِ عام شریک ہیں اسلئے بعد
ازیں بُرے کام ایسے لوگوں سے ظاہر نہیں ہو سکتے یا وہ کام عینی انخارِ قلم دوات
تخالف از لشکرِ اسامہ و غصبِ خلافت وغیرہ اور تفویضِ قلمدان بمروان
شیطان طریدۂ رسول رحمان و راندۂ شیخان کچھہ ایسے بُرے کام نہونگے
اور شیعہ یہ کہتے ہیں کہ یہ آیات عام ہیں باقرارِ سُنّیاں جیساکہ آپ
بھی صفحہ ۳۰ میں حاشیہ پر لکھتے ہیں خاص صحابہ باایمان کے لئے ہیں
جنکا خاتمہ بخیر ہوا یا جو فاسق و فاجر خیر دم تک نہوے اور خلفاء ثلاثہ کا
حال خصوصاً شروع واپسی لشکرِ اسامہ سے آخر تک ظاہر ہے کہ اہلبیتِ
رسولؐ سی کیا کیا - بیچارہ زبیر کی تلوار توڑ دی - حضرت فاطمہؑ خاموش
ناخوش گئیں - سعد بن عبادہ کو مار کر نکال دیا - تشئید لمطاعن میں ان

Presented by Ziaraat.Com

صاحبوں کا اعمالنامہ شاید آپ کو کافی ہو۔ ہرگز آپ اس بات میں کسی شیعہ کی کتاب کا اعتماد نہ کیجئے۔ اپنی صحاح کے سوا کچھ نہ لیجے۔ بدیہی بدیہی و تواتر معنوی پر عمل فرمائیے تب آپ ہی ان آیتوں کو خاص مانینگے۔ یہود اکی بُرائی سے حوارئین کو خاص جانینگے نہ حوارئین کی عمومِ فضیلت سے یہود ا استخر یوطی کو اچھا سمجھوگے۔ شاید آپ کو نصِ خلافتِ امیرؑ میں شک ہو تو اس صورت میں شاید آپ کو اسلام کی بہت ہی تھوڑی باتوں کا یقین کرنا پڑیگا۔ عبداللہ بنِ سبا کا طعن آپنے اسیا کیا کہ ہمکو آپکی چالاکی اور جھوٹ کا یقین کامل ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ آپ بھی مثل صاحبِ تحفہ دروغ گوئی کو بُرا نہیں جانتے۔ بھلا جناب میر صاحب آپ کو خدا ہی کی قسم ہے کہ در انسبت مذہبِ شیعہ کی ابنِ سبا کی طرف معتمد دلائل سے ثابت تو کریں۔ ابنِ سبا مردود کو شیعہ ہمیشہ سے بُرا جانتے ہیں کہیں اُسکی توثیق تو دکھائیے۔ حضرت امیرؑ نے اُسے قتل کیا اور اُسکی لاش جلادی۔ آپ اُسکی ایک روایت تو بتلائیے کہ شیعوں نے قبول کی ہو۔ اگر آپ ثابت کردیں کہ ہم شیعہ لوگ عبداللہ بنِ سبا کی پیروی کرتے ہیں تو ہم اب سُنّی ہوتے ہیں۔ ورنہ جھوٹے کے مُنہ میں کیا۔ اور اُسکے جھوٹ سکھانے والے پر ہزار لعنت عام بیش باد۔ اور جناب امام

Presented by Ziaraat.Com

مہدی علیہ السلام کے پاس جو صحیفہ یا قرآن شریف شیعہ بتاتے ہیں
وہ فقط یہ متن قرآن نہیں جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ بلکہ اگر وہ قرآن شریف
جمع کیا ہوا ہے تو سورتوں کی ترتیب اسمیں یہ نہیں بلکہ اقرا اول ہے
اور شائد وہ بطور تفسیر کے مخشّی ہو۔ اسمیں کیا طعن ہے۔ اور امامؑ کی غیبت
اور وجود میں جو شبہہ و مضحکہ کیا ہے سو تعجب ہے کہ استقصا نہیں دیکھی
ورنہ ضرور ہوش جاتے رہتے۔ حضرت اب یہ نوبت ہے کہ بعضے بعضے سُنّی
مُنصف بھی صاحب العصر والزّماں کے وجود باجود کے انکار میں توقّف و
تامّل کرتے ہیں۔ تمھارا جو دل چاہو سو کہو۔ لیکن ہم خوب جانتے ہیں کہ
انہیں باتوں نے اِس تکرار کو زیادہ بڑھایا ہے اور تعصّب یاوہ گیا ہے
شعار سے جو آپ جا بجا اپنی کتاب کو زینت دیتے ہیں۔ دینی باتوں میں
طلاقتِ لسانی یا مُفتبات بنانی کچھ لطف نہیں آگے آپ جانیں
یہ کون نہیں کر سکتا۔ مگر دھوکا دینا منظور نہیں۔ ورنہ شاعری میں تو
شیعہ کم نہ نکلیں گے۔ اے حضرت مضامین سچے چاہئیں۔ نہ تقریر کی خوبی
اور عبارت کی اسلوبی۔ مگر الحمد للہ کہ آپ بھی شیعہ ہمارے نہیں پھر
آپ صفحہ ۲۲۔ کے خیر سے ۲۴ تک ایکدفعہ دخل و اہمہ مُفت چاہتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

اور مولوی علی بخش خانصاحب کے نقل سے روایت وضۂ کلینی کی
سُناتے ہیں۔ اُس سے کوئی صفت عثمان غنی صبا کی نہیں نکلتی۔ اور
نہ کوئی شیعہ یہ اعتراض کرتا ہے جسکا آپنے جواب دیا۔ بعد ازاں جو
حملۂ حیدری سے لکھا ہے وہ کوہ کندن و کاہ برآوردن کا معاملہ ہے۔
صحابہ کی فضیلت کا کون قائل نہیں۔ یا یہ کون کہتا ہے کہ خلفاء ثلاثہ سے
کوئی نیکی نہیں ہوئی بلکہ آپ خود اِن باتوں کو شیعوں کے ہاں سے نقل کرتے
ہیں مگر بات وہی ہے کہ بعض شیعہ بنظر بدآلی اِن آیات کو خواہ بطورِ نفاقِ
عام یا ارتدادِ مطلق یا ظلم بر اہلبیتؑ و غصبِ فدک و خلافت وغیرہ اُمورِ مُثبتہ
مُفید بحالِ ثلاثہ نہیں جانتے۔ آپ بکمالِ دقت و قت ضائع کرکے حملۂ حیدری
سے اس بیعتِ رضوان کو ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر حملۂ حیدری جیسی
تواریخ سُنّیہ سے شیعہ اپنے مطالب کو لکھیں تو جناب تھیلد ارصبا آپ ہی للہ
سچ فرمائیے کہ کیا کچھ مرقوم نہیں۔ خیر بندہ ہر جگہ قلم کو روکتا ہے شاہ جیو
صاحب اپنی عیب پوشی کے لئے تو تاریخ کا مطالعہ ہی تحفہ مسرقہ میں منع
فرما گئے ہیں۔ حضرت امام مہدیؑ کے باب میں جو آپنے ڈاک کا رستہ پوچھا
ہے تو علاوہ اثباتِ صاحبِ ستھصا کے نیازمند درگاہ الٰہی یہ عرض کرتا ہے کہ

پہلا اگر کوئی عیسائی آپ سے حضرت خضرؑ و الیاسؑ کا پتا پوچھے تو آپ کیا
بتا سکتے ہیں۔ سیکڑوں جزائر و مقامات دُنیا میں غیر معلوم ہیں ذرا علمِ
جغرافیہ سے واقف ہو جئیے۔ فہوس آپ امامِ ہمام کا نشان تو جاننے کے
لئے پوچھتے ہیں۔ حالانکہ کوئی پوچھنے کی بات نہیں ناحق آپ کو اس جگہ
طعن و تشنیع کر کے دِل خوش کرنا منظور تھا۔ ورنہ آپکی تسکین و
تسلی کے لئے تو امامؑ کے خادم ہر جگہ خصوصاً لکھنؤ و دہلی میں بعون اللہ
تعالیٰ موجود ہیں۔ آپ تشریف لاویں۔ اور جلسہ ٹھیراویں اور جو چاہیں سو
آپ اعتراض کریں اور دریافت فرماویں۔ پانچویں آیت جو آپنے
لکھی ہے۔ اگرچہ نفس آیہ سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ خلاصۃ المنہج سے جو لکھتے ہو
اُس سے بجز اختلافِ خلیفۂ اوّل و دوم کے درباب اخذِ فدیہ یا گردن زنی اور
کیا معلوم ہوتا ہے۔ سو آنحضرتؐ سے بھی مخالفت پائی جاتی ہے بلکہ یہہ جو
بن پتہ لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو کوئی سوائے
خلیفۂ دوم و معاذ کے نہ بچتا۔ اس بے تحقیق روایت سے فوقیت معاذ کی خلیفہ
اوّل پر بھی لازم آتی ہے۔ دوسرے آنحضرتؐ پر تفوق خلیفۂ ثانی پایا جاتا ہے
اِسمیں فضیلت کیا ہے۔ رہا بدری ہونا سو فرارِ ان صاحبوں کا معلوم ہی ہوگا

Presented by Ziaraat.Com

پس بدری کسطرح ہوئی۔ جبکہ جنگِ بدر سے بدر ہی ہوئے۔ علاوہ ازیں وہ
حدیثِ مقبول جامع الاصول وغیرہ کی آپ کو یاد ہی ہوگی کہ آنحضرتؐ نے
شہداءِ بدر کے لئے دعا کی۔ اور فرمایا کہ یہ ہیں جنہوں نے میرا ساتھ دیا۔ خلیفہ
اوّل صاحب نے کہا کیا ہم ایسے نہیں۔ ارشاد ہوا کہ لَا اَدْرِیْ
مَا تُحْدِثُوْنَ بَعْدِیْ یعنی میں نہیں جانتا کہ تم بعد میرے
کیا بدعت کروگے۔ اور کلُ اہلِ بدعت کے لئے حکم دخول فی النار بھی
آیا ہے۔ پس آپ کے صحابہ اگر بدری ہوتے تو آنحضرتؐ یوں کیوں فرماتے
پھر آخری مرض میں لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْ
جَیْشِ اُسَامَۃَ کا تیر کیوں چلتا۔ آپ کہینگے کہ یہ حدیث
ہے مقابلہ میں آیت کے میں کہتا ہوں کہ آپ آیتوں کی تفاسیر میں
روایات بلکہ حکایات و نقلیات نقل فرماتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے علما خود
پکارتے ہیں کہ مفسرین میں بے تحقیق روایات لکھنی کی وبا بہت پھیل گئی
ہے۔ پھر آپ حملۂ حیدری تک کے باتوں ہی سند لاتے ہیں اور آپ کے
شاہ جیو صاحب تحفہ مطالعۂ تواریخ سے منع فرماتے ہیں آ۔ اَلسَّابِقُوْنَ
السَّابِقُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ سے

اگر مراد ایمان والے ہیں تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ مردوں میں جناب امیرؑ اوّل ایمان لائے اور عورتوں میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ مومنہ اوّلے ہیں۔ اور ہجرت پہلی دفعہ وہ ہے جو حضرت جعفر طیّار وغیرہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس گئے۔ آپ کے ثلاثہ دونو گروہ میں کہاں ہیں۔ یہانتک میں لکھ چکا تھا کہ خدا نے میری مراد پوری کی یعنی جناب میر صاحب بہادر صاحبِ کتاب واسطے ملاقات سید احمد خاں صاحب بہادر کے دہلی میں تشریف لائے۔ اکتوبر اشیہ کی آخری تاریخیں تھیں جو بندہ کو انکی نیاز حاصل ہوا۔ اوّل ملاقات میں مولوی الطاف حسین صاحب پانی پتی بھی موجود تھے۔ اُنہوں نے صاف کہا کہ کتاب آیاتِ بینات بہت مدّت ہوئی میں پہلے لکھ چکا تھا اب میرا اعتقاد موافق اس کتاب کے نہیں۔ فقیر نے پوچھا کہ مُلّا عبد اللہ صاحب کون صاحب ہیں اور انکی کتاب اظہار الحق کہاں ہے۔ فرمایا کہ مینے تحفہ وغیرہ سے یہ کتاب لکھی تھی جسطرح جھوٹ سچ اُنمیں ہے مینے لکھدیا غرض صاحبِ تحفہ کی سرقہ اور دروغ بیفروغ کا اقرار خود بخود کیا۔ اور انکی باپ ولی اللہ کو خارجی کہا اور بہت برائی سے دونو کا نام لیا۔ کتاب ازالۃ الخفا کو ازالۃ الخلافۃ عن الخلیفۃ الرابع بتایا۔ جب انکی یہ بے اعتقادی

علمائے سنّیہ کیطرف سے ظاہر ہوئی تو مجھکو تعجب ہوا۔ اور کہا کہ یہ کتاب مینے کہیں فروخت نہیں کی اور کم ظاہر کی ہے۔ تمھاری پاس کسطرح گئی۔ غرض مذہب سنّی سی نفرت ظاہر کی۔ مگر شیعہ ہونیکا بھی دم نہ بھرا۔ پوشاک وغیرہ سے گورجھان طرفِ نصاریٰ پایا جاتا تھا۔ مگر ظاہرداری کا کچھ اعتبار نہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ جب اسلام کا یہ حال ہوا تب یہ مذہب احمدیہ (یعنی سید احمد خانصاحب بہادر کا مذہب) جاری ہوا۔ اور کہا کہ جسوقت سید احمد خاں صاحب کے اعتقادات در بابِ نبوّت جاری ہوگئی تب کچھ حاجت امامت کی نرہیگی۔ اسی دن میں مشتاق چار دفعہ میر صاحب مخدوم اور جناب مولوی سید احمد خانصاحب بہادر سے ملا۔ اخیر جلسہ میں میر صاحب نے یہ فرمایا کہ میں بجز ایک مسئلہ جزئی یعنی گلا گھونٹی مرغی کے کھانے سے سوا سب مسائل میں سید احمد خانصاحب کا پیرو متفق ہوں۔ اور سید صاحب کے روبرو یہہ کہا کہ بعض مطاعنِ شیعہ کا جواب پہلی کتابوں اور اصولِ مقرّرہ اہلِ سنّت سے ممکن نہیں ہاں آپنے (یعنی سید احمد خاں صاحب نے) جو نئے اصول قرار دیئے ہیں انکی موافق جواب ہوسکتا ہے۔ سو ان اصولِ حدیث کا پوچ حال بعد کو ایک خط مطبوعۂ نجم الاخبار ۱۶۔ فروری ۸۳ء سے ثابت ہوگیا کہ

Presented by Ziaraat.Com

جناب میر صاحب کی طرف سے بخدمت مولوی سید صاحب بہادر ہے۔
اُنمیں میر صاحب اُن اُصولوں کو پوچ ولغو بتلاتے ہیں۔ اور صاحبِ
منتہی الکلام کی دروغ گوئی سید صاحب سے بیان کی۔ اور صاحبِ
مجمع البیان کی تعریف کی۔ اور یہہ کہا کہ یہ کتاب بوقتِ تقریر پیشِ نظر
رکھنے کے قابل ہے۔ اپنی کتاب المحبتہ والشوق کا شوق بھی بالکل کافور
بتلایا۔ غرض جب مینے یہ حال دیکھا تو صاف کہا کہ میری سمجھ میں نہ آیا۔
آپ کیا ہیں۔ سیّد احمد خانصاحب بہادر نے فرمایا کہ میں ولایتِ انگلستان
میں ہوآیا۔ اور بڑے بڑے عمیق سمندر دیکھے سب کا حال کچھہ معلوم ہوا مگر
آپ کا پھیر یعنی سیّد مہدی علیخاں صاحب کا حالِ دل دریافت نہوا۔
گفتگو میں تو بہت ہوئیں۔ اور باتیں ہیں۔ مگر جناب میر صاحب مدعا کو
کچھہ بھی اسطرف متوجہ نہ پایا۔ اب وہ بندہ کے ذہنِ ناقص میں نہ سُنّی ہیں نہ
شیعہ نہ عیسائی بلکہ شاید حرارتِ اسلام بھی کچھہ ہو۔ سید احمد خانصاحب کے
مذہب پر بھی غایت بحضورِ امامِ جامع مسجد بندہ کے روبرو افسوس ظاہر
کرتے تھے۔ اس سے اور بھی زیادہ تعجب ہوا کہ جسکے مرید اسکی بھی تردید۔
غرض میر صاحب نہایت صاف و بے تکلف مرد ہیں۔ اور میں اُنکی وضع کو

Presented by Ziaraat.Com

بھی ناپسند بالکل نہیں کھتا۔ لیکن شائد مذبذب و بے حرارت ہوگئی ہیں
اگرچہ سُنّی انکو اچھا نہیں جانتے۔ مولوی سید احمد علیہ صاحب واعظِ بازار دہلی
زبانی خواجہ ضیاء الدین صاحب کے فرماتے تھے کہ پہلے سید مہدی علیہ صاحب کو
حرارتِ اسلام تھی اب وہ تنفر کیطرف راجع ہیں۔ پہلے سید احمد صاحب کو
روکتے تھے اب انکی مطیع ہیں۔ قصہ کوتاہ یہ سب حالات دیکھکر اور دونو
سید صاحبوں یعنی پیر و مرید کی باتیں سُنکر میرا قلم آیاتِ بینات کی
تردید میں سُست ہوگیا۔ چند عرائض جو میر صاحب کی خدمت میں ارسال
ہوئے تھے اور وہ چھپ بھی گئی ہیں میر صاحب کیجد متمین پیش کئے گئے۔
سید احمد خاں صاحب نے دیکھکر پھاڑ ڈالے۔ اور تعجب یہ ہے کہ باوجودیکہ
سُنّیوں میں آیاتِ قرآنی بھی ہیں پھاڑ کر اُنکا لدان میں ڈال دئی۔ پس اسصورت
میں آیاتِ بینات کا جواب کیا لکھوں۔ مگر پھر مختصراً عرض کرتا ہوں کہ
آیاتِ بینات میں جو بعض آیتیں محمل فضیلتِ صحابہ پر دلالت کرتے ہیں
وہ کچھ سُنّیوں کو سودمند نہیں۔ نمازیوں اور زکوٰۃ دینے والوں اور
مومنین و مسلمانوں کی تعریفیں قرآن شریف میں جا بجا مذکور ہیں۔
پس یزید وغیرہ اور اُسکا باپ بھی نمازی کلمہ گو تھا۔ وہ بھی ان آیات مجملات

میں شامل ہوجائیگا۔ ستغفر اللہ۔ غرض آپ خود قائل ہیں کہ یہ آیات
مجمل ہیں مفصّل نہیں۔ اور ۳۰ صفحہ کا حاشیہ آپ کے اِن سب خطابات کو
خاک میں ملا چکا۔ پس اب میں کیا لکھوں۔ آیۂ غار میں صاحب کا لفظ کچھ
فضیلت پر نہیں دلالت کرتا۔ اجی صاحب عرب کا کلام دیکھئے گھوڑے کو
بھی سوار کا صاحب کہا ہے۔ حریف کے معنوں میں یہ لفظ جا بجا آیا ہے۔
منتخبات عربی تو ادنیٰ طالبعلم مدرسہ نے بھی پڑھی ہوگی۔ وہی کتاب
میری دعوے کی گواہ ہے۔ یہ جو لکھا ہے کہ قرآن شریف میں لفظ
صاحب سجن یعنی قید خانہ کی منسوب ہے یہ کچھ غلط بھی ہے۔ اور کچھ
مفید بھی نہیں۔ سورۂ یوسف میں صاحبین کا لفظ حقیقت میں
مضاف بطرفِ حضرت یوسفؑ بے شک ہے مگر حقیقی مضاف الیہ یعنی
لفظ یوسف محذوف ہے۔ اور بجائے مضاف الیہ لفظ سجن واقع ہوا ہے جو
اصل میں ظرفِ مکان ہے مگر آیۂ مسطورہ میں مضاف الیہ واقع ہوگیا۔
اس بحث سے سُنّی و شیعہ کسیکو کچھ فائدہ نہیں۔ یہہ بات درست
معلوم ہوتی ہے کہ جہاں مومنین کے لئے سکینہ آیا ہے وہاں آنحضرتؐ کو
شریک مقدم و افضل رکھا ہے۔ بخلاف آیۂ غار کہ اگر اس میں علیہ کی ضمیر

Presented by Ziaraat.Com

جناب خاتم النبیین کیطرف نہ پھرے اور صاحبِ فی الغار کیطرف پھیری
جاوی تو آنحضرتؐ سکینہ سے خالی رہ جاویں۔ اور جناب میر صاحب نے
جو دوسری میں آنزلنا علیہم کی ضمیر تمام مومنین کیطرف راجع بتلائی ہے
اُسمیں جناب رسالت مآبؐ بالاولیٰ شریک ہیں۔ بخلاف آیۂ غار کہ یہاں فقط
لفظ علیہ ہے۔ ایک ضمیر جسطرف ہمت چاہے پھیر لو۔ ایسی آیت بتلائیے کہ
جہاں فقط مومنین پر بغیر آنحضرتؐ کے سکینہ نازل ہوئی ہو۔ اور اگر صرف
حضرت رسولِ خداؐ نے اپنے مصاحب ابوبکر کو لَا تَحْزَنْ اِنَّ
اللّٰهَ مَعَنَا کہا۔ لیکن اصل میں مقامِ خوف حضرت رسولِ مقبولؐ
ہی کو بہت تھا۔ باقی بحثیں اس آیہ میں انہیں سے ایسی صاحب
مجمع البیان نے ازراہِ انصاف شیعوں کی احتجاج و تقاریر سے اغماض
فرمایا۔ اس آیت سے کوئی ایسی خاص بزرگی نہیں ثابت ہوتی جس سے صریح
سب عیب دور ہو جاویں بلکہ پھر اجمال ہی ہا۔ سقیفہ بنی ساعدہ وغیرہ
مقامات میں خلیفۂ اوّل صاحب اور اُنکی حمایتوں نے یہ تو بطور استدلال
کہا کہ خلیفہ قریش میں سے ہوگا۔ اس آیتِ غار سے یہ مضمون نہ نکالا چھ مہینے
تک بنی ہاشم و جنابِ سیدہ معصومہؑ کو یہ آیت نہ سُنائی حضرت علیؑ اور

Presented by Ziaraat.Com

باقی آئمہ معصومینؑ نے اسکو نہ مانا۔ محمد بن ابی بکر نے اس فضیلت کو سن کر
صحیح نہ جانا جو ہمیشہ شیعہ رہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ کوئی کہے زید کا نام کلام
مجید میں آیا ہے دو تبنّی تھا۔ اسلئے بہتر تھا کہ وہ خلیفہ ہوتا چنانچہ اسامہ کو
اسی لحاظ سے خلفاء ثلاثہ کا سردار بھی بنایا تھا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے
باایں ہمہ دعوائی انصاف زید بن اُسامہ کو اہلبیت میں شمار کیا ہے حالانکہ
وہ اولاد میں آنحضرتؐ کے ہرگز متصور نہیں ہو سکتا کیونکہ انکی زوجہ زینب سے
حضرتؐ نے نکاح کیا۔ اگر سنّی لوگ عائشہ کو اہلبیتؑ میں داخل سمجھکر انکی عصمت کے قائل ہو کر انکی
زبان و رفتار سے خلافت انکے باپ ابی بکر کی بالتصریح ثابت کریں تو کیا
دختر معصومہ کا قول باپ بزرگ کے حق میں تھوڑا ہے۔ لیکن عظمت اے
بی بی عائشہ از جنگِ جمل معلوم۔ مولوی سید نذیر حسین صاحب نے جو
کتاب دراسات اللبیب لاہور میں چھپوائی ہے اسمیں بدلائل خوب
ثابت کیا ہے کہ جنابِ معصومہ مخدومہ اور ائمہ اثنا عشر ہی امتِ محمدی میں
معصوم ہیں۔ باقی سب اصحاب بھی صاحبِ خطا ہیں گو عادل ہوں۔
بس امامت ثابت ہو چکی۔ مولوی سید مہدی علیخانصاحب سے میں نے
دہلی میں یہ بھی پوچھا تھا کہ مُلّا عبداللہ کون شیعہ ہے جسنے اظہار الحق میں

Presented by Ziaraat.Com

کفر ثلاثہ سے انکار کیا تو سید صاحب ممدوح نے سب کے روبرو فرمایا کہ
جسطرح صاحبِ تحفہ نے جھوٹ سچ صواقع کابلی سے سرقہ کیا ہے۔
وہی مینے لکھدیا۔ اور میں اس کتاب کا معتقد نہیں رہا۔ بہت دن
ہوے کہ یہ کتاب آیاتِ بینات لکھی تھی۔ سو اسطے میرا دل اس کتاب کی
تردید سے چھوٹ گیا لیکن پھر بھی کہتا ہوں کہ اگر آیۂ غار سے کچھ فضیلت
خلیفۂ اول صاحب کی ثابت ہوتی ہے تو مولوی عبدالعزیز صاحب نے انکو محفوظ
بھی نہ لکھا جیسا آئمہ اثنا عشر کو لکھا ہے۔ تورات میں صاف آیا ہے کہ ماومامثل
موسیٰ مع بارہ رئیسوں کے پیدا ہوگا جسکو محمد جواد سا باطنی بھی آئمہ اثنا عشر
سے مراد سمجھتا ہے۔ الغرض حواریین و انصار و صحابِ نبی و مومنین و
نمازیوں و زکوٰۃ گزاروں کی فضیلتیں اگرچہ کلام خدا میں مع جود ہیں مگر
سب حواریین و مہاجرین و انصار و مومنین ہمراہیین ہرگز مراد نہیں۔
ورنہ ہر ایک اپنی عدم ارتداد و صحتِ رائے پر دلیل لاتا حالانکہ یہ
فیصلہ ہو چکا کہ بجز وصیین بعدِ نبی کوئی معصوم و محفوظ نہیں۔ اگرچہ
زوجۂ موسیٰ یوشع بن نون سے لڑی ہو اور دعویٰ کیا ہو۔ مگر
خطاوار سمجھی گئی پس معصوم کے مقابلہ میں جو مخالف ہے وہ خاطی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اگرچہ خطا باصرارِ ظلم وجفا ہی تو اُس خاطی کا مرتبہ گناہ میں بعض کافر سے
بھی زیادہ ہوسکتا ہی۔ اور فضیلت تو کُجا۔ حملۂ حیدری کی تعریف
جو مجتہد لعصر صاحب کی زبان سے نقل کی ہی۔ اُس سے ہر ایک روایت
کی تصدیق لازم نہیں آتی۔ ورنہ سُنّی صاحبوں کو بھی کمال مشکل
پڑیگی۔ زیادہ بریں نیست کہ کثر پر حمل کیا جائیگا۔ اگرچہ اِن
نقلیات سے بھی کچھہ اصلِ مذہبِ شیعہ کو صدمہ نہیں پہنچتا کیونکہ صاحبِ
حملۂ حیدری کے نزدیک بھی اِن روایات سے کچھہ فضیلت ابی بکر کی
ثابت نہیں ہوتی۔ گو شیعوں میں مد رباب منشار و نیت و صوت مذمت
ثلاثہ کسیطرح کا اختلاف ہو لیکن اصل مطلق اس برائی میں اُنکی اکثر
متفق ہیں۔ پھر آپ کو ان مورّخین اور عالموں کے اختلاف سے کیا فائدہ
یہ اختلاف کچھہ نئی بات نہیں۔ وہ کونسی زمین ہے جہان آسمان نہیں
ذرا گریبان میں مُنہ ڈالکر دیکھئے شعر ہزار حیف کہ ما را شکایت نیست
وگرنہ قصّہ جورِ ترا نہایت نیست * مولوی حیدر علی صاحبِ منتہی الکلام
کی نسبت دروغ گوئی کا اقرار آپ و بر و سیّد احمد خانصاحب بہادر
کر چکے ہیں۔ اور قطع نظر اسکے اُنکی دروغ گوئی اور ہفوات بیہودہ سرائی

Presented by Ziaraat.Com

میں کیا شک ہے۔ نواب محمد فضل اللہ خانصاحب برادر منشی سبحان
صاحب اسکی قائل ہیں منشی محمد ذکاء اللہ خانصاحب ہیڈ ماسٹر نورمل
سکول دہلی انکی ایک نقل حاجی احمد جانصاحب سے بحث کی تھی کہ
مولوی حیدر علیصاحب کی تحریر میں طول فضول بہت ہے، بالجملہ خانصاحب
سبحان علیخاں منشی تھے تسپر بھی شید المتکلمین کو بھلا دیا۔ یہ سب جانتے
مانتے ہیں لیکن البتہ خدا جھوٹ سے بچاوے۔ کچھ مکر و فریب صاحب منتہی الکلام
میں آگئی۔ سبب یہ کہ منشی صاحب صاف استباز پہلوان میدانِ مناظرہ
تھے۔ اور مولوی حیدر علیصاحب بڑے ہی پیچیت۔ چنانچہ انکی تحریرات
سے ظاہر ہوتا ہی کہ مجادل و مکابر کون ہے، اور مناظر کون۔ سبحان
علیخاں دیدہ و دانستہ کسیکو غلطی میں ڈالنا نہیں چاہتے۔ اور اسطرح اور
مجادلین شیعہ بطورِ خود حق پر نبھائی ہوئے بخلاف صاحب منتہی الکلام
وغیرہ کہ دیدہ و دانستہ پیچیدہ گفتگو کرتے ہیں۔ انکی چالاکی اور کود
اُچک اور بھاگ دوڑ خود شوخیٔ قلم سے ظاہر ہے۔ اور رشید الدینخاں
صاحب وغیرہ بعض مطاعن و تحریراتِ شیعہ سے آنکھہ چھپاتے اور دل چُراتے ہی ہیں شاید
اس سبب سے کہ منصب معترض و منکر کا بڑا ہی۔ باقرار مولوی حیدر علیصاحب اہلِ حق صاف

Presented by Ziaraat.Com

ہوتے ہیں اور باطل ہمیشہ دغا و فریب کرتا رہتا ہے اسلئے مولوی حیدر علی صاحب نے نورالدین فرضی کے بہانہ سے خانصاحب اور مجتہد العصر صاحب میں ٹکرا چاہا۔ اور طرح طرح سے خانصاحب کو تردید منتہی الکلام سے باز رکھا اور فرضی تقریرات و تحریرات سے اپنی تئیں بچایا۔ اور کچھ کوئی بات قابلِ اعتمادِ خانصاحب سے حاصل نہیں کی چنانچہ مولوی حیدر علی صاحب کی مکاتیب مطبوعہ کے دیکھنے سے منصف بتاسّف ظاہر ہو سکتا ہے۔ بلکہ خانصاحب کی کمال متانت ظاہر ہے وہ ثوق مذہب و انصاف نکلتا ہے کہ غائبانہ حالِ دل ظاہر فرماتے ہیں اور ناصب کو بار بار الزام دیتے ہیں مگر کیا کیجئے وہ بہانہ نورالدین فرضی کا صاحب منتہی الکلام کے ہاتھ میں خوب تھا۔ دوسرے خانصاحب اُن دنوں نہایت پراگندہ تھی۔ **نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ** امیر تھے طالب علم نہ تھی۔ علاوہ اسکے دغا و فریب میں بڑے بڑے نبی اور امام آگئے ہیں۔ اور فارغ خطی سراسر جھوٹ ہے جبکہ جابجا صریح کذب مولوی حیدر علی کا ثابت ہوا تو اب اُنکے مکاتیب پر کیا دلیل ہے ایسی بے ثبات و ہفوات باتیں سب کہہ سکتے ہیں۔ بھلا دہلی میں بمقابلہ مولوی محمد باقر کیوں عہدہ برآ نہوئی۔ وہاں ان ٹلیات سے کچھ کام نہ چلا۔ اب مُدت سے بمقابلہ صاحبِ استقصا ایک صفحہ تک نہیں لکھا جاتا

Presented by Ziaraat.Com

اگرچہ اپنی معتقدین کے روبرو حسبِ عادتِ قدیمی کیسی ہی باتیں بنائیں
اور اعتبار جتائیں لیکن عجز صاف ظاہر ہے۔ گو تمام ابحاثِ سُنّی شیعہ جو ہنوز
معرضِ تحریر میں آئیں سب بطورِ مجادلہ ہیں خواہ از روئے جہلِ بسیط یا جہالتِ مُرکّب
ہوں۔ صحیح و تحقیق متوسط بین بین ہے، فقیر سے کئی دفعہ گفتگو ہوئی۔ پنڈت
کے کوچہ میں کچھہ ذکر رسالۂ واہیۂ حاطمہ کا جو آیا تو فرمانے لگے کہ شیعوں نے حضرت
فاطمہؑ کو خواہی نخواہی معصومہ سو اسطے مانا ہے کہ در بابِ انکارِ فدک حضرت خلیفۂ
اوّل پر بخوبی طعن متوجہ ہو۔ میں نے کہا کہ معصومیتِ ہر ایکی اس باب میں کچھہ حاجت
نہیں۔ اگر اُنکا خاتمہ بخیر ہونا بھی مانا جاوے تو اعتراض بخوبی راجح ہو سکتا ہے کہ
بنا بر بعض روایاتِ بخاری غضب و ترکِ ملاقات ثابت ہے جس سے خطا نکلکر
کی یا رفضِ مُصرہ کا پایا جاتا ہے۔ یہ سُنکر پہلوی کلام بدل دیا۔ چنانچہ ایکدفعہ منشی امّوجان
صاحب کے مکان پر کہ جسکا فیصلہ میر علی نقی صاحب مرحوم سے منشی محمد ذکاء اللہ صاحب
نے صبح کو بمکانِ دہلی کالج قدیم قبلِ غدر یہ فرمایا کہ نہ الفت حسین ہمارا نہ مولوی
حیدر علی صاحب۔ مجکو ان بانی تقریروں کی لکھنی کی مثل صاحب منتہی الکلام عادت
نہیں ورنہ حال معلوم ہوتا۔ کتاب ستقصا کو دیکھکر آدمی منتہی الکلام و رمکاتب
کی حقیقت خوب جان سکتا ہے۔ پہلی حدیث سے جو لکھا ہے اُسکا حال یہ ہے کہ خود میر صاحب

Presented by Ziaraat.Com

صاحب کتابِ نے دہلی میں مجھسے سب کے روبرو فرمایا کہ حدیث اصحابی کالنجوم کو اہلسنت
بھی باطل سمجھتے ہیں گو یا میر صاحب موصوف اسکی بطلان کا حال کتاب استقصاء الافحام
جواب منتہی الکلام میں خود دیکھ چکی ہیں۔ اور نیز بغور بنظرِ تحقیق دیکھو تو صحابے
اقتدا کرنے کے کیا معنی خود وہ باہم مختلف رہی ہیں۔ جائز بخطا انکو سب نے
کہا ہی۔ اور ہیں۔ پھر اس حدیث کے وضعی ہونے میں کیا شک رہا صحیفہ سجادیہ سے
جو فصل فضل صحابہ میں لکھی ہے وہ سب صفات بطورِ قیود ہیں اور رنجھنے کے صحابہ
مقبولین میں کسکو جائے کلام ہی خود جناب مولوی میرزا محمد صاحب مغفور
دہلوی نے تحفہ کے جواب میں یہ فصل صحیفہ کاملہ سے لکھی ہی۔ صاحب تحفہ نے
اسکو رسالہ میں وسیلہ نجات سمجھکر اپنی دستاویز کیا ہی۔ میر صاحب صاحبِ
تحفہ کے قدم بقدم تصنیفِ کتاب میں مقلد تھے۔ مگر ادب دغگو جاتی ہیں۔ اور اسکے
باپ ولی اللہ کو صاف خارجی کہا۔ چنانچہ مولوی الطاف حسین صاحب حالی
پانی پتی بھی اس جلسہ میں موجود تھے اور خود جناب سید صاحب ممدوح ہی
مُہر اقرار بلکہ توقع تکرار اس کلمہ کہر بار کی ہی نہ مجالِ انکار۔ خود انکی
ازالۃ الخفا بھی ظاہر کرتی ہی۔ پانچویں شہادت جو لکھی ہے اسکا جواب صحیح
کچھ تشفی لما عن میں دیکھ لینا چاہئے کچھ عقل سے سوچنا چاہئے۔ کہ یہ گواہی کیسی

جائی فضیلت نہیں بلکہ مثبتِ مذہب ہے۔ آپنے ناحق تکلیف تحریر فرمائی
چھٹی شہادت کا مختصر جواب یہ ہے کہ یہ حدیث شیعوں کے طریق سے ثابت نہیں
اسلیے میر صاحب نے اسکی سند نہ لکھی سُنّیوں کی بعض کتاب سے شیعوں نے
جواب لکھنے کے واسطے نقل کیا ہے پس اسکو مذہبِ شیعہ میں منقول صحیح سمجھنا غیر معقول ہے
دوسرے بعد تنزل بالفرض علمائے شیعہ نے جو جواب توریہ سے دیا ہے وہ ایسا ضعیف و لوجہ
نہیں جیسا میر صاحب کہتے ہیں کیونکہ توریہ و تقیہ کے معنی یہی ہیں کہ بظاہر مخالف
کا مذہب ثابت ہو۔ اور بہ باطن اُس سے مُراد اپنی کچھ اور ہی ہو۔ آٹھویں
شہادت جو کشف الغمہ سے لائے ہیں یہہ صاف ظاہر ہے کہ تواریخ منقولہ کشف الغمہ
بھی کثیر بطورِ مخالف سمجھی جاتی ہے۔ اور معز الدین نے جو لکھا ہے کہ مضمون
کشف الغمہ مخالف و موافق کی مرغوبِ طبع ہے یہ ایک عالم کا قول ہے بلا دلیل
تمام مذہب پر اُس سے الزام نہیں آسکتا۔ حالانکہ ممکن ہے کہ معز الدین کا یہہ
قول بنظر اکثر مضامین کشف الغمہ ہو۔ غرض تحقیق چاہیئے نہ فقط تسطیر و صنف کتاب
مجملاً کافی ہے۔ ساتویں شہادت جو نہج البلاغہ سے فلاں کی فضیلت پر لائے
ہیں۔ اس تمام کتاب میں البتہ میری نزدیک جان دار ہے۔ لیکن اسمیں فلاں کا لفظ
موجود ہے اور جو ایک آدھی عالم کی زبانی فلاں کی تفسیر بے دلیل لکھی ہے

Presented by Ziaraat.Com

وہ خلافِ جمہورِ شیعہ بیفائدہ۔ اگر چار مُفسر بھی بے دلیل میر صاحب کے
موافق لفظ فلاں کی تفسیر کریں تو بھی کچھ مُثبت نہیں۔ ہاں البتہ کتبِ
احادیثِ صحیحہ سے یہ حدیث اور یہ تفسیر ثابت ہو تو مانا جاوے۔ رہا یہ کہ شریف
رضیؒ نے بھی یہ لفظِ فلاں لکھا ہے سو یہ ثابت نہیں اگر وہ اس خطبہ کو نہ لکھتے تو کون
ہاتھ پکڑتا۔ اور اگر بالفرض سیّد رضیؒ اسکی بنانے والے ثابت بھی ہو جاویں تو
بخاری کی چوری اسی لفظِ فلاں و کذا کذا وغیرہ میں ذرا یاد کریں قلیل العیب
اس روایت میں بھی موجود ہے۔ غرض یہ روایت جناب امیر علیہ السلام سے اسطرح
مشہور و ثابت نہیں جیسے آنحضرتؐ سے حدیث غدیر و حدیث تمسک و حدیث
منزلتِ ہارونی وغیرہ۔ پس افسوس کہ ایک روایت پر یہ غُل حالانکہ اس خطبہ
کی سند ضرور دیکھنی چاہیئے۔ ساتویں شہادت میں جو کشف الغمہ سے
صدّیقیت خلیفۂ اول کی ثابت کی ہے۔ یہ حدیث سُنّیوں کے خلاف
اُس حدیث کے ہے جو خود سُنّیوں کے ہاں اس سے زیادہ کئی طریق سے منقول
ہے کہ صدیق تین ہیں ایک مومنِ آلِ فرعون دوسرے حبیب نجار تیسرے
حضرت علی علیہ السلام اس اُمّتِ احمدی میں اور یہ علیؑ انبیاؑ میں افضل ہیں اور
حدیث کشف الغمہ میں بفرضِ صحتِ صدّیق کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ

Presented by Ziaraat.Com

خلیفۂ اوّل خاص تصدیق نبوّت میں سچّے تھے جو اُنکو اس بات میں سچّا نہ سمجھی
خدا اُسکی تصدیق نہ کری یعنی آنحضرتؐ نبیؐ برحق تھی۔ اور صدّیق کی معنی
مصدّق بھی ہو سکتی ہیں خصوصًا بطورِ تقیّہ و توریہ صحیح۔ کیونکہ ممکن ہے کہ
اُسوقت کوئی اور نافہم موجود ہو۔ باقی تقیّہ خاص امام باقرؑ و امام جعفر علیہما السلام کا
جواب جلد دوم حدیقۂ سلطانی و استقصا میں بخوبی دیکھ لو۔ البتہ وقت و موقع
مخاطب کو امام جو توریہ تقیّہ کرے وہ خوب جانتا ہی۔ ہمارے میر صاحب نے جو تقیّہ
پر اعتراض کئے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ تقیّہ کی معنی نہیں سُنے اور نہ سمجھی۔ اسکی اصطلاحی
معنی مصلحت صحیحہ اور حتراز عن الفساد وغیرہ ہیں۔ نہ صریحًا اظہارِ خلافِ حق۔
بخوف و جبن۔ پس آئمہؑ سے جو تقیّہ یا توریہ وقوع میں آیا ہی تو اوّل
مصلحتِ دینی ملحوظ رہی ہی۔ نہ فقط حفظِ جانِ خود۔ اگرچہ بعض اوقات
نبیؐ یا امامؑ یا مومن خالص کا وجود باعثِ قیامِ کلمۂ حق ہوتا ہی۔ اور
تقیّہ باظہارِ ممنوعات قولًا یا فعلًا راویوں کیطرف منسوب ہے یعنی راویوں نے
تقیّہ جھوٹ بولا ہی یا خلافِ حق ظاہر کیا ہی۔ اور جہاں آئمہؑ کا تقیّہ کیا ہے
وہاں فقط بمصلحتِ کتمان بخوفِ جان و بنا بر بقائی ایمان مراد ہی۔ پس اگر امامؑ
بنا بر مصلحتِ ایمانی بنظر ایقائے کلمۂ اسلام کبھی کلماتِ صلح ارشاد فرماویں یا

Presented by Ziaraat.Com

اپنے حقوق سے درگزریں یا سکوت فرماویں تو ہرگز خرابی نہیں۔ رسالہ
تقیہ متحققہ علیحدہ لکھا جاتا ہی بعدِ ملاحظہ انشاء اللہ ثبوتِ حق میں کچھہ شک
نرہیگا۔ انبیا و اولیا کے اس حال کو بھی دیکھنا پر ضرور ہے کہ کبھی صورتِ
جلال ظاہر تھی۔ کبھی سیرتِ صبر غالب تھی ؎ گہی بر طارمِ اعلیٰ نشینم ٭
گہے بر پشتِ پائے خود نہ بینم ٭ بعض دفعہ ع جوابِ جاہلاں باشد خموشی ٭
معمول تھا۔ کسی وقت شکنیٔ اعداد ستور تھا۔ بلے ع ہر سخن موقع و ہر
نکتہ مقامی دارد ٭ آیاتِ بینات کی ۱۲۶ صفحہ کی آخر سطر اور آخر فقرہ سے
صدّیق کی معنی نسبت خلیفۂ اول خود میر صاحب کتاب کی تحریر سے
آئینہ ہوگئی۔ میر صاحب نے جو دہلی میں زبان مبارک سے فرمایا تھا کہ جو کچھہ
صاحب تحفہ نے لکھا ہمنے اسکو طرفہ سمجھکر لکھدیا تھا۔ فی الحقیقت اس سے بھی
اخبار کشف الغمّہ مراد ہیں۔ کیونکہ شاہ صاحب بتقلیدِ خواجہ کابلی بغیر دیکھے
ترجمہ کرتے چلے گئے۔ اور خواجہ صاحب گردِ تحقیق نہیں پھرتے۔ اپنی ہاں کی
روایتیں جو کشف الغمّہ میں ہیں یا نہیں لکھتے چلے جاتے ہیں۔ اگرچہ کمترین
خلائق کے پاس دمِ تحریر بجز آیاتِ بینات جو مبیّن ہے اور کوئی کتاب
نہیں جو تحقیق سے بخوبی جواب مفصّل لکھا جائے۔ لیکن یہ باتیں کہی کی

Presented by Ziaraat.Com

یاد ہیں جب بغرضِ تحقیق تحفہ دیکھا تھا۔ علاوہ ازیں یہ باتیں بھی
پرانی ہوگئیں۔ سب پر اصل حال مناظرہ سُنّی و شیعہ کا کھل گیا۔ اسلئے
لسط و تفصیل سے کنارہ کرکے فقط اس حاشیہ مجمل پر جو ذہین و منصف کے لئے
کچھ راہ بتلا سکتا ہے کفایت کیجاتی ہے نویں شہادت نکاحِ اُمِ کلثوم
کو جو باعث فضیلتِ خلیفہ ثانی لکھا ہے سو اسکا مُفصّل جواب سیف
صارم اُردو میں بھی مرقوم ہے۔ مختصر یہ ہے کہ اصلِ این روایت مدار است
کہ نقلش از زبیر ابن بکار است و خارجیوں نے یہ باتیں جوڑی ہیں ورنہ شروع
میں سُنّیوں نے اسکو بادِّعائے فضیلت کیوں پیش نہ کیا۔ زید اپنی والدہ کے
ساتھ کیوں کربلا میں نہ گیا۔ خلیفہ جی کی اس عمر میں ایسی کم سِن سے
اولاد ہونی تعجب ہے۔ خصوصاً جبکہ خود عدمِ رُجلیت کا اقرار اس سِن
میں کر چکی ہوں۔ پھر دلیل طلبِ نکاح کیا معقول ہے۔ کہ اہلبیتؑ سے رشتہ
مُفید ہے حالانکہ ایمان نہو تو زبردستی رشتہ کیا مفید ہے۔ بلکہ غیر مفید ہے
اور نہایت مضر۔ اس طلب ہی سے تفضیل جناب امیر علیہ السلام لازم آتی ہے
جو مذہب شیعوں کا ہے باقرارِ شاہ جیو صاحب۔ واہ خلیفہ جیو صاحب
رشتہ اہلبیتؑ سے پناہِ قیامت ڈھونڈیں اور پہلے خلیفۂ دوم بن بیٹھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

کیا دلیل و دلیل ہے۔ کیا خسر ہونیکا رشتہ آنحضرتؐ سے کافی نتھا۔ لیکن
بیشک معلوم ہوا کہ وہ کچھ مفید نتھا۔ یوں تو شیخ ابوسفیان بھی پرائم جسبیہ
بھی جناب رسالت مآبؐ کا خسر تھا۔ ؎ پسرِ نوح با بداں بنشست ؛
خاندانِ نبوتش گم شد ؛ بہلا ہم پوچھتے ہیں کہ باوجود عذرِ صغر سنی بڑی
دختر سے کیوں نکاح نہ کیا حالانکہ وہ ایک سال بڑی تھیں اور وہ بھی
اسوقت تک بے نکاح بالضرور تھیں۔ اور اسقدر پہلی عرب میں منگنی کا
دستور نہیں۔ جو کوئی کہے کہ حضرت زینب اسوقت منکوحہ نہ تھیں۔ تو
شاید مخطوبہ ہوں یعنی کہیں نشتہ ہو گیا ہو۔ اس ع اب کی تصدیق و
تحسین جناب اُستادی ملاذی مولوی قاری سید جعفر علیصاحب نے
خدا انکو درگاہ خوش رکھے خواب میں بکوہِ شملہ فرمائی۔ کہ ہاں یہ گمان
تیرا صحیح ہے کہ یہ نکاح نہیں ہوا۔ ورنہ بڑی دختر سے اولیٰ تھا۔ نام میں
شبہہ پڑ گیا ہو۔ ورنہ وہ خواہر محمد بن ابی بکر ضرور تھی۔ اور تعجب ہے کہ
اور بھی چند لڑکیاں اولادِ جعفر و علیؑ میں تھیں۔ پھر اہلبیت میں خود
حضرت اُمِّ کلثوم تو داخل نہیں جو کچھ خلیفہ ثانی کو مُہیدِ فلاح نجات ہوتی۔
اسمقدمہ میں جو نکہ مومنین ہند کو خصوصاً شرم دامنگیر ہوتی ہے سو اسطے

Presented by Ziaraat.Com

چالیس برس کی تھی تو زید سے کہیں کوئی روایت بھی منقول ہے۔
کہیں اُسکا ذکر پیشتر بھی آیا ہی۔ تعجب ہے کہ خلیفہ ثانی کا بیٹا اور حضرت علی کا
نواسہ اس عمر تک مجہول الحال رہے۔ عبداللہ بن عمر سے سب کچھ
منقول ہے۔ اور بیچارہ زید ایسا غیر معلوم۔ نہ بعد خلیفہ ثانی کچھ ہاں
بیٹوں کی میراث پانیکا ذکر کہیں موجود۔ آخر کچھ تو اور حال فرزند و
مادر کا خلیفہ ثانی کے ساتھ مذکور ہوتا غرض بطورِ تحقیق اوّلاً اس
نکاح کا ثابت کرنا سُنیوں کے ذمہ ہے۔ بعد ازاں یہ جواب سُنیے کہ صاحبو
یہی جو کہو کہ حضرت امیر علیہ السلام نے انکو مسندِ خلافت نبوی پر کیوں قدم
رکھنے دیا کیوں مسجد میں گھسنے پائے۔ سب سے کیوں پیچھے نماز پڑھی۔ زکوٰۃ پر
کیوں قبضہ کیا۔ کیا یہ باتیں تھوڑی تھیں جو طعن نکاحِ اُم کلثوم کیا۔
مگر یہی کہ راجپوتوں کیطرح مومنوں کو شرما کر خاموش کریں لیکن
شیعہ یہ کہینگے کہ بنظرِ ظاہر اسلام بنی اُمیہ و عباسیہ سے نکاح ظاہری باطل
نہ تھا خصوصاً جبکہ جانتے ہوں یا گمان ہو کہ خلیفہ جبر وقتِ بلوغ زوجہ
تک فنا ہو جائینگے تو قبضہ مومنہ پر نہ رہیگا۔* خاص کر جبکہ خلیفہ صاحب

*یہاں حضرت سارہ کا قصہ بغور تلاوت فرماویں کہ حضرت ابراہیمؑ نے دیدہ و دانستہ
اُنکو بہن بنایا اور حاکمِ وقت نے نکاح چاہا ۱۲

خود اپنے فانی ہونیکا اقرار کریں - اس سے معلوم ہوا کہ بالفرض نکاح
بھی ہوا تو برائے نام - یہ بھی شتہ غیر مفید ہی ہا - جیسے رشتہ حضیصے سود تھا
باقی یہ روایت جو لکھی ہی کہ زنِ عارفہ کا نکاح غیر عارف سے نہیں ہوتا - یہ کمالیت
عقد و حقیقتِ نکاح بین اللہ و بین العبد ہے ورنہ نکاح دنیاوی شریعت میں
فقط اسلام ظاہری کافی و وافی ہی - یہ جواب علمائے شیعہ کا بشرط وقوع بعد
فرض بسبیل تنزل ہی - ابوالقاسم قمی فقیہ کا قول بے سندِ حدیث صحیح
چنداں معتبر اور دوسرے مجتہد پر دلیل و حجت نہیں - اور ابوالحسن علی بن اسمٰعیل
کا جواب بہت صحیح و درست ہے - تہذیب وغیرہ میں جو حدیثیں متضمن جوازِ نکاحِ اُمِ
کلثوم منقول ہیں وہ موافق سُنیوں کے ہیں اور خود صاحبِ تہذیب انکو تردید کرتے ہیں
چونکہ علاوہ کتبِ عربی و فارسی کے اسمقدمہ میں کئی اردو رسالے بھی چھپ چکے ہیں
زیادہ اس سے لکھنا فضول سمجھا گیا - کیونکہ میر صاحب نے کچھ نئی بات پیدا نہیں
کی - وہی باتیں ہیں جنکا بار بار شیعہ جواب لکھ چکے - زاد المعاد جو بڑی لمبی
چوڑی روایت شانِ خلیفہ دوم کی شان میں لکھی ہے وہ کسی اور کتاب میں نہیں -
اور اسیطرح ملا باقر مجلسی سے جو روایت در بابِ مذمتِ عباس و عبداللہ نقل کی
ہے یہ سب غیر معتمد ہیں - عجب نہیں کہ عباسیہ کا ظلم باعثِ وضعِ حدیثِ مذمتِ

Presented by Ziaraat.Com

عباسؓ ہوا ہو۔ عبداللہ بن عباس و عقیل سے اگر دین میں کچھ سستی بھی
ہوئی تو کیا مضائقہ ہی ایمان کو رشتہ سے کیا رشتہ ہی۔ سُنیوں کے ہاں ان
دونو کا حال ایسا ہی کچھ مرقوم ہی۔ اور سینکڑوں بزرگوار دنکا حال جو کچھ مروی
منقول ہی وہ ستہ اصار الافحام دیکھنے والے کو سب معلوم ہی۔ چونکہ مولوی حیدر علی
کی حمیت و غیرت کا حال سب صاحب جانتے ہیں۔ اسواسطے ایسی مقدمات میں وہ
زیادہ شور و غل کرتے ہیں۔ بھلا یہ باتیں کس مذہب میں نہیں ہیں قولِ
مشہور مذہب راجح کو دیکھنا چاہیے۔ اور تحقیق سے غرض رکھنی لازم ہی۔ حاصل
اس سب بحث نکاح امّ کلثوم سے یہ ہے کہ حضرت علیؑ سے جو معاملہ خلفاء ثلاثہ
وغیرہ سے ہوا وہ ایسا تھا جیسا اب سادات باہم لڑتے ہیں۔ یا جو شاہجہاں
نے اولادِ تیمور کے ساتھ کیا۔ یا جو سلوک عالمگیر نے اپنے بھائیوں دارا۔ و مراد
نامراد کے ساتھ کیا۔ پس ان جھگڑوں اور لڑائیوں کے سبب آپس میں نکاح باطل نہیں
ہوتے کیسی ہی خونریزیاں ہوں۔ حقیقت میں بسبب قتلِ برادرانِ مسلمانی و
خویشانِ اہلِ ایمان مستحقِ عذابِ جہنم ہو جاویں۔ مگر باہم رشتہ داری
اور راہِ شریعتِ ظاہری ممنوع نہیں ہوتی۔ اور چونکہ بغض و عداوتِ جنابِ
امیرؑ و حضرت فاطمہ زہراؑ بنا بر احادیثِ مشہور موجبِ عذابِ جہنم ہے اسواسطے

Presented by Ziaraat.Com

بعض شیعہ کہتے ہیں کہ دشمنانِ اہلبیتؑ و حاربانِ علیؑ مستحق عذاب طرح طرح کے درجہ بدرجہ ہیں کہ جنمیں سے سخت دشمن کا مرتبہ بعض عرفی کافروں سے زیادہ ہوگا ۵ دوستوں سے اسقدر پہنچے ہیں صدمے جان پر دشمنوں کی بھی عداوت کا گلہ جاتا رہا پڑا آب کمترین اس رسالہ کو ختم کرتا ہی اور یہ عرض ہی کہ پانچ چار جلسونمیں جو کل چند گھنٹوں سے زیادہ اتفاق تحریر نہیں ہوا یہ جواب لکھا گیا یہ تحریر بھی اسکو کافی ہوسکتی ہی جسنے اور کتب کلامیہ حتی کہ ستہ مقتصر الافحام بھی دیکھی ہو۔ اور رسالہ اداب مناظرہ جو چھپ چکا ہی دیکھا ہو۔ کیونکہ اسمیں صاف لکھا ہی کہ نقلی بات وہ مانی جائیگی جو بخوبی متحقق و ثابت ہو۔ اور عقل بھی اسکو تجویز کرتی ہو نہ روایاتِ احاد و منقولاتِ بے اعتماد خلاف مشہور و مخالف جمہور۔ ایسی و ایسی طرفین میں خود متروک ہوتی ہیں۔ انکا لکھدینا محض بیفائدہ ہی۔ نہ ایسی بعض ضعیف حدیثوں سے کسی پر اعتراض واقع ہوسکتا ہی۔ نہ مرجوح قولوں سے جواب مقبول ہوسکتا ہی۔ مجتہدین نے بہت سی مشہور باتوں کو خود اسطرح رد کردیا ہی کہ رب مشہور لا اصل لہ یعنی بہت باتیں مشہور ہوتی ہیں۔ مگر عند التحقیق انکی کچھ اصل نہیں نکلتی۔ ذرا تحقیق و تنقیح احادیث ملاحظہ فرمائیے۔ ہر ایک قائل کی تقلید بے دلیل ضروری و قابل قبول نہیں اسیطرح کسی عالم کے محض قول بلا دلیل سے

الزام مذہب پر نہیں دی سکتے - ان باتونکا لحاظ ہی تو یہ قضیہ بہت کم ہو جائے
اگرچہ بالکل فیصلہ ہونا معلوم - مگر میدانِ مناظرہ ایسا بے انتہا نہیں - اسیواسطے
سیر صاحب موصوف دہلی میں جناب مولوی سید خانصاحب بہادر سے کہتے تھے کہ پچھلی باتوں سے
شیعوں کے بعض مطاعن کا جواب نہیں - مگر ہاں آپنے (یعنی سید صاحب جج بہادر
نے) جو اصول جدید مقرر کئی ہیں - انسے جواب ممکن ہو سکتا ہے - فقیر نے وہ اصول
پوچھے - سیر صاحب نے فرمایا کہ بنارس میں آنکر سیر سے پاس چند دن ہو تب معلوم
ہونگے - چونکہ یہ بھی بات تھی کہ بغیر بنارس وہ اصول مقررہ معلوم نہ ہوں اسلئے
ہنسی آئی - اور نیز جناب سیر صاحب بندہ کی نظر میں اپنے مرشد سید صاحب بہادر سے بھی
حاضر غائب کسیاں نہ معلوم ہوئے - امام جامع مسجد کے سامنے کچھ اور تقریر تھی - روبرو
جج صاحب کے اور گفتگو اسکی برخلاف تھی - لہذا میں حیران ہوا بلکہ اسیوقت
عرض کیا گیا کہ اس تخالف اور دورنگی کا کیا باعث ہے - کبھی جج صاحب کی باتوں پر
افسوس ظاہر کرتے تھے - گاہے انکی روبرو سوائے مسئلہ گلا گھونٹی مرغی کے سب میں
اپنی آپ کو موافق جج صاحب بہادر کے بتلاتے تھے - غرض کیا عرض کروں ذبیح جانوران
کو جو بندہ نے خلاف قانونِ قدرتی بیان کیا خصوصاً ان جانوروں کو کھانا جو
موذی نہیں اور طرح طرح کے انسی فائدے ہیں تو یہ حال تھا کہ جناب سیر صاحب نے

Presented by Ziaraat.Com

اپنے مرشدسی اسکو اعتراضاً پیش کیا۔ مگر پھر جو مرشد صاحب ممدوح نے فرمایا تو یہ
کہا کہ دانت اور معدہ انسان کا گوشت کھانیکی صلاحیت رکھتا ہی۔ تو میر صاحب
ایسی سہل مانگئی کہ گویا انکا کہنا آیت حدیث ہے۔ حالانکہ سمیں اختلاف ہے، کہ انسان کے
دانت گوشت کھانیکی صلاحیت رکھتی ہیں یا نہیں۔ بندر کے دانت کیا صلاحیت
گوشت خوری کی نہیں رکھتی۔ پھر بھی بندر گوشت نہیں کھاتا۔ حالانکہ بندر کا
معدہ اور سب بدن انسان سے بہت مشابہ ہی تشریح دیکھ لو۔ گھوڑا بکری
کی سری کھاتا ہے کیا دانت اور معدہ اُسکا قابل گوشت کھانیکے ہی لیکن
اسپر بھی اُسکو گوشت کھلاؤ تو کچھہ خرابی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے
میر صاحب کچھہ ایسا ذہن سے پاٹ رکھتے ہیں کہ تحقیق سے غرض نہیں جو سُن لیتے ہیں
وُہی ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ لیکن البتہ سلیقۂ تحریر بہت عمدہ رکھتے ہیں سو وہ دوسرا
امر ہے۔ یا کسی سبب سے عمداً جناب سیّد صاحب ممدوح کی تقلید پسند مرغوب ہے۔
اور اگر اعتقاد دلی ایسا ہوتا تو اختلاف کے کیا معنی۔ حاصل کلام کہ جسبی میر صاحب
کو ایسا دیکھا پھر اس کتاب کے جواب لکھنے کو بھی دل نہ چاہا۔ کیونکہ میر صاحب پہلے ہی سے
اس اپنی کتاب کے معتقد نہ رہی۔ رہا اور لوگوں سے کچھہ چنداں مطلب نہ تھا۔
کیونکہ لوگ اُنہی خود بے اعتقاد ہیں۔ کچھہ اعتماد نہیں کرتے۔ اب یہہ آرزو ہی کہ

جناب میر صاحب سے اور بھی دو چار دفعہ نیاز حاصل ہو تو البتہ حال کھلے۔
اگرچہ سید احمد خان صاحب بہادر نے بجواب بندہ یہہ بھی فرمایا تھا کہ مینے
بڑی بڑے سمندر انگلستان کی راہ میں دیکھے سب کا حال معلوم
ہو سکتا ہے مگر سید مہدی علی خاں صاحب کی بات نہیں کھل
سکتی۔ مختصر یہہ کہ میں میر صاحب کی ہجو نہیں کرتا۔ بلکہ اُنکی ذہانت و
استعداد وغیرہ کا مدّاح ہوں مگر ہاں اُنکی نسبت حیران ہوں کہ
کیا مقصود ہے۔ کیا اعتقاد ہے۔ اگر خود میر صاحب یا حسن صاحب کو
اُنکا حال بخوبی معلوم ہو رقم فرما دیں تو عین احسان ہوگا۔ مگر
بے تعصّب صحیح صحیح ہو۔ بعدِ چند مُدّت الحمد للہ رسالہ ماہواری
تہذیب الاخلاق سے مُصنّفِ آیاتِ بینات کا خود سب حال ظاہر ہو گیا کہ
سید احمد صاحب کا مذہب کھتے ہیں اور سب دوزخ بہشت و ملائک و
شیطان کو فرضی مانتے ہیں۔ اور قرآن کے اکثر مضامین کو مجازی
جانتے ہیں۔ افسوس کہ جناب میر صاحب شیطان و آسمان خیالی کے
لئے جو نصوص قرآنی ہیں وہ کچھہ تاویلات جائز رکھیں جو اُنہوں نے علیحدہ
رسالہ اور نیز تہذیب الاخلاق میں چھپوائی ہیں اور ان آیات عامہ کو

Presented by Ziaraat.Com

باوجود وقوعِ اُن خطایا رکبیرہ کے جواُنکے صحابہ سے بابِ خلافت میں
مروی ہیں ذرا بھی خاص نکریں۔ خود مُلّا تفتازانی و شیخ ولی اللہ
صاحب وصیت نامہ میں شیوخ وصحابہ کے اُن افعالِ قبیحہ کے قائل ہیں کہ جو
احاد فاش سے صادر ہوں۔ اب میں اِس رسالہ کو اِس مختصر فقرہ پر ختم
کرتا ہوں کہ افسوس صاحبِ آیاتِ بینات نے اپنا مذہب شیعہ اتنا جلد بدل لیا
اور رسالہ دفع المغالطہ تصنیف جناب مولانا الحاج سیّد عمار علیہ صاحب سونی پتی
جو بجواب مولوی نجف علی فرید آبادی مدت ہوئی کہ مطبوع ہو چکا ملاحظہ
نہیں فرمایا کہ آیاتِ بینات کے اکثر مضامین کا جواب اِسمیں آچکا ہے۔ آخر یہ
ثابت ہو گیا کہ میر صاحب کے مزاج میں قوتِ انفعال بہت ہے۔ اور
متلوّن الطبع ہیں کہ جلد جلد بدل جاتے ہیں چنانچہ نتیجہ ظاہر ہے بلکہ اب عنقریب
بڑی انقلاب کا خوف ہے الحاد کی کرسیاں انگلستان سے ہند میں بھی آگئی ہیں۔

تمت

اعلان - جناب مولوی سیّد اُلفت حسین صاحب مرحوم مغفور نے حقِ تصنیف
بندہ کو ہبہ کر دیا ہے کوئی صاحب بدون اجازتِ راقم قصد طبع نفرمائیں کیونکہ بموجب قانون
بستم ۱۸۷۴ء کے درج فہرست رجسٹر گورنمنٹ ہو چکی ہے۔ **راقم** - سیّد علی حسین
مالک مطبع یوسفی دہلی

Presented by Ziaraat.Com

کتب مندرجہ ذیل موجود کتب خانہ مطبع یوسفی واقع دہلی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن ہر سہ جلد اردو	۵	تحفۃ الاشعریہ در علم مناظرہ	۱۰ر
توضیح عزائی مصائب الشہداء علیہم السلام	۸ر	جامع عباسی بستان بابلی اردو	۵
مودۃ الاسلام	۱۰ر	فضائل مرتضوی سفید و خنائی	۸ر
دیوانِ جناب امیر کی کامل شرح	۵	حد تحقیق	۵
مراثی مرزا فصیح جلد اول و سوم	۸ر	احکام الائمہ	۱۴ر
غزوۂ حیدری متضمن حالات کربلا	۴ر	مسکت مخالفین	۳ر
اخبارِ ماتم	۴ر	بزمِ ماتم اعنی مجموعہ سلامہا	۹ر
چہل مجلس	۸ر	محاربۂ صفدری ترجمہ حملۂ حیدری	۸ر
حجۃ القدیر فی حدیث غدیر	۳ر	بیاض نوحہ جات	۱۴ر
اعمال الصالحین	۰۶ر	تحفۃ العوام	۶ر
نان و نمک	۳ر	عین الحیات	۸ر
وقائع خلافت حضرت علیؑ	۶ر	سفینۃ النجات	۱۴ر
اخلاق احمدی	۸ر	دفتر غم مرزا دبیر	۱۲ر
مثنوی فوائدِ آخرت	۴ر	حق الیقین	۸ر
حلیۃ العروس	۰۳ر	گلدستۂ نور	۳ر
مفید العوام	۴ر	تحفۃ الصائدین	۰ر

Presented by Ziaraat.Com